اِک ولولۂ تازہ دیا میں نے دِلوں کو
لاہور سے تا خاکِ بخارا و سمرقند

سفرنامہ
زیاراتِ ازبکستان

(تحریر و تصاویر کے آئینے میں)

مزارِ پُر انوار سیّدنا قثم بن عباس رضی اللہ عنہ (سمرقند)

افتخار احمد حافظ قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلی اللہ علی النبی الامی وآلہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (وصال 181ھ) فرماتے ہیں

اِذَا هَاجَتِ الْفِتْنَةُ فَعَلَيْكُمْ بِبُخَارَا
فَاِنَّ الْفِتْنَةُ لَا تَدُوْمُ بِهَا

(جب تجھے فتنے آ گھیریں تو پھر تم بخارا چلے جاؤ کیونکہ
وہ ایک ایسی سرزمین ہے جہاں وہ تیرا پیچھا نہ کرسکیں گے۔)

جہاں میں اہل ایمان صُورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر نکلے اِدھر ڈوبے

سفرنامہ
زیاراتِ ازبکستان

(تحریر و تصاویر کے آئینے میں)

تحریر و تحقیق	:	افتخار احمد حافظ قادری
پیشکش	:	wŠi Ž Yq
		عبدالرؤف قادری شاذلی
تاریخ اشاعت	:	ربیع الثانی 1438ھ/ جنوری 2017ء
تعداد اشاعت	:	500
کمپوزنگ/ڈیزائنگ	:	شیخ حفیظ الرحمٰن
ہدیہ	:	-/350روپے
رابطہ	:	0344-5009536
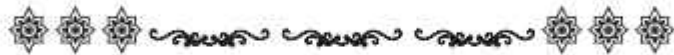
یہ سفرنامہ ہے مخزن زریں معلومات کا
اہل ذوق و جستجو اس سے کریں گے اکتساب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلی اللہ علی النبی الامی وآلہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (وصال 181ھ) فرماتے ہیں

اِذَا ھَاجَتِ الْفِتْنَۃُ فَعَلَیْکُمْ بِبُخَارَا
فَاِنَّ الْفِتْنَۃَ لَا تَدُوْمُ بِھَا

(جب تجھے فتنے آگھیریں تو پھر تم بخارا چلے جاؤ کیونکہ
وہ ایک ایسی سرزمین ہے جہاں وہ تیرا پیچھا نہ کرسکیں گے۔)

جہاں میں اہل ایمان صورتِ خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر نکلے ادھر ڈوبے

سفرنامہ زیاراتِ ازبکستان

(تحریر و تصاویر کے آئینے میں)

تحریر و تحقیق	:	افتخار احمد حافظ قادری
پیشکش	:	حاجی محمد نواز عادل
		عبدالرؤف قادری شاذلی
تاریخ اشاعت	:	ربیع الثانی 1438ھ / جنوری 2017ء
تعداد اشاعت	:	500
کمپوزنگ/ڈیزائنگ	:	شیخ حفیظ الرحمٰن
ہدیہ	:	-/350 روپے
رابطہ	:	0344-5009536

یہ سفرنامہ ہے مخزن زریں معلومات کا
اہل ذوق و جستجو اس سے کریں گے اکتساب

مُقَدَّمَہ

تاجدارِ انبیاء ومرسلین ہمارے آقا ومولیٰ سرکارِ مدینہ ﷺ کے سامنے ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک شہر "فاخرہ" (فارسی میں بخارا) کا ذکر کیا جس پر سرکارِ دو عالم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ تم اُس شہر کو فاخرہ کے نام سے کیوں موسوم کررہے ہو؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا **"لا نها تفخر علی المدائن یوم القیامة بکثرة الشهداء"** اس لیے کہ وہ قیامت کے دن اہلِ مدائن پر کثرتِ شُہداء کی وجہ سے فخر کریں گے جس پر رسول اللہ ﷺ نے دُعا فرمائی کہ "اے اللہ! شہرِ فاخرہ اور اُس کے ساکنین پر برکت نازل فرما، اُن کے دلوں کو تقویٰ دے کر پاک کردے اُن کو میری امت پر رحم کرنے والا بنادے کیونکہ اُن سے بڑھ کر میری اُمت کے غریبوں پر رحم کرنے والا کوئی نہیں۔"

سرکارِ دو عالم ﷺ نے دعائے مذکورہ بالا کے بعد اس طرح ارشاد فرمایا کہ "بخارا، ایک شہر ہے جو رحمت کا مرکز ہے، جس میں ملائکہ کا نزول ہوتا ہے، اس کے رہنے والوں کی مدد کی گئی ہے اور جو اس کی زمین پر سویا گویا وہ تلوار سے جہاد کرنے والا ہے"

(ربیع الانوار، علامہ زمخشری وصال 538ھ)

سرکارِ مدینہ ﷺ کے چچازاد بھائی وعظیم صحابی رسول ﷺ **سیدنا قثم بن عباس** رضی اللہ عنہما کو جب جوشِ جہاد نے بے قرار کردیا تو سن 55 ہجری سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سیدنا سعید بن عثمان رضی اللہ عنہما کے ہمراہ اسلامی لشکر میں شامل ہو کر ترکستان کی مہم پر روانہ ہوئے، فتحِ بخارا کے بعد شہرِ سمرقند کا محاصرہ ہوا، تین دن تک اہلِ شہر نے

زبردست مقابلہ کیا لیکن بالآخر اہلِ سمرقند نے ہتھیار ڈال دیئے، اسی معرکہ کے دوران **سیدنا قثم بن عباس** رضی اللہ عنہما شہید ہوئے اور پہاڑ کی ایک چوٹی پر آپ رضی اللہ عنہ کا مزار پُرانوار بنا۔

سن 291 ہجری شاش (موجودہ تاشقند) میں ایک ایسی عظیم شخصیت نے جنم لیا جو آگے چل کر **"حضرتِ امام"** کے لقب سے مشہور ومعروف ہوئی۔ جدید تاشقند میں شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو جو **"حضرتِ امام"** سے آشنا نہ ہو۔ تاشقند کے مذہبی وروحانی مقامات مقدسہ میں سے اہم ترین مقام انہی شخصیت کا ہے جنہیں حضرت ابوبکر محمد الکفل الکبیر الشاشی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

زیاراتِ صحابہ کرام واولیاء اللہ ہمارے اسلاف کی سنت ہے کیونکہ اُن کے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد اُن کی بارگاہوں میں حاضری بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کسی صورت رائیگاں نہیں فرماتے۔ بے شک ہم کتنے ہی گناہگار کیوں نہ ہوں وہ اپنے مقبول بندوں کے وسیلہ سے ہم جیسے گناہگاروں کی دعائیں بھی قبول فرماتا ہے۔

قرآن پاک میں جہاں زمین کی سیر وسیاحت کا حکمِ خداوندی موجود ہے وہاں ایک دوسرے مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کے آثارِ مبارکہ کی زیارت کرنے کا واضح حکم بھی موجود ہے۔ صحابہ کرام اور اولیائے عُظام کی بارگاہیں ہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کے آثارِ مبارکہ کی واضح نشانیاں ہیں۔

یہ بندۂ ناچیز تو کسی قابل نہیں یہ صرف اُنہی عظیم ہستیوں کا تصرف اور خصوصی نگاہِ کرم ہے کہ وہ اس گناہ گار کو اپنی بارگاہوں میں حاضری کے لیے بلوا لیتے ہیں اور پھر ظاہری اسباب کا انتظام بھی خود ہی کرواتے ہیں "میں شاد ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں"

الحمد للہ! اس ناچیز کو بلادِ اسلامیہ کے کئی ممالک میں موجود مزاراتِ مقدسہ پر حاضری کا شرف حاصل ہوا اور پھر ان اسفار کے نتیجے میں کئی کتب زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آ کر دادِ تحسین وصول کر چکی ہیں۔

وسطی ایشیاء کی ریاست جمہوریہ ازبکستان کے تین قدیم و عظیم شہروں (بخارا، سمرقند، تاشقند) کی تاریخی، مذہبی اور روحانی اہمیت کے پیش نظر ان میں موجود مقاماتِ مقدسہ پر حاضری کا پروگرام طے ہوا۔ اس بندۂ ناچیز کا پاکستان سے زیاراتِ مقدسہ کے لئے 17 واں سفرِ مقدس تھا جو 9 دنوں پر محیط تھا۔

قارئین کی معلومات کے لیے یہاں ایک اہم بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ سفارت خانہ ازبکستان چونکہ براہ راست زائرین کو ویزہ جاری نہیں کرتا اس لئے اس ملک میں جانے کے لیے کسی ٹور آپریٹر کے ذریعے ویزہ اور پیکج حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ہم نے لاہور کے ایک ٹور آپریٹر جناب اسلم مکرم صاحب کے ذریعے 7 دن کا پیکج لیا جس میں ویزہ اخراجات، لاہور تا لاہور ہوائی جہاز کا ٹکٹ، 7 دن کی رہائش تھری سٹار ہوٹلز میں، ناشتہ و رات کا کھانا بذریعہ کمپنی، ٹرانسپورٹ، تاشقند تا سمرقند تا بخارا بذریعہ ریل، ٹکٹ بذمہ کمپنی، بخارا تا تاشقند بائی ایئر ٹکٹ، بذمہ کمپنی، انٹری ٹکٹ، فل ٹائم گائیڈ سروس اور اس تمام پیکج کے جملہ اخراجات مبلغ 91 ہزار روپے تھے لیکن یہ سال 2011ء کی بات ہے۔ اب اس پیکج کے کئی گنا اخراجات بڑھ چکے ہوں گے۔

ہمارے اس روحانی و وجدانی سفر کی ابتداء اپنے شہر راولپنڈی سے بروز سوموار شریف مورخہ 20 جون 2011ء کو ہوئی اور اختتامِ سفر بروز منگل 28 جون

2011ء، راولپنڈی شہر میں ہوا۔ اس سفرِ مقدس میں حاجی محمد نواز عادل، محمد ریاض راجہ اور غلام مرتضیٰ نے اس بندہ کو اپنی ہمراہی کا شرف بخشا۔

ہمارا یہ سفرِ زیارات خالصتاً مذہبی اور روحانی نوعیت کا تھا۔ ازبکستان کے ان تین مذکورہ شہروں میں موجود مقاماتِ مقدسہ پر حاضری کا شرف حاصل کیا اور انہی متبرک مقامات پر حاضری کی رُوداد کو آئندہ صفحات میں قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

کتاب ہذا کی تیاری کے سلسلہ میں جن احباب نے کسی طور بھی اپنے مفید و مخلصانہ مشوروں اور رہنمائی سے نوازا اور فراہمی کتب و معلومات میں تعاون فرمایا، میں اُن تمام شخصیات کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اسی طرح تمام مقتدر اور قابل احترام شعراء کرام بھی میرے خصوصی شکریے کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے کتاب ہذا پر اپنے منظوم و منثور تاثرات و قطعات تاریخ ارسال فرمائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

آخر میں بارگاہ رب العزت میں دُعا ہے کہ اس سفرِ مقدس میں جن عظیم شخصیات کی بارگاہوں میں حاضری کا شرف حاصل ہوا، اُن کے وسیلہ جلیلہ سے ہماری یہ قلیل کاوش روزِ محشر بخشش و مغفرت کا سبب بن جائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

برموقع عید میلاد النبی ﷺ بروز سوموار شریف — طالب دُعا

12 دسمبر 2016ء / 12 ربیع الاول 1438 ہجری — افتخار احمد حافظ قادری

جمہوریہ ازبکستان

یکم ستمبر 1991ء، تاریخ عالم میں عموماً اور تاریخ اسلام میں خصوصاً بہت اہمیت کی حامل ہے۔ جس دن رُوس کا آہنی پردہ خس وخاشاک ہوکر فضا میں تحلیل ہوگیا۔ رُوس کے 70 سالہ جبر واستبداد کا دور ختم ہوا اور وسطی ایشیاء کی ریاستیں آزاد ہوگئیں جن میں ایک ریاست جمہوریہ ازبکستان بھی ہے۔

ماضی میں ایک وقت ایسا بھی تھا کہ رُوس دنیا کا سُپر پاور کہلاتا تھا مگر اس کے ظلم وتشدد کے باعث اللہ تبارک وتعالیٰ کی حقیقی سُپر پاور نے اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے۔

ازبکستان کی آزادی کا اعلان یکم ستمبر 1991ء، تاریخ آزادی 8 دسمبر 1991ء اور عملی آزادی 25 دسمبر 1991 کو وقوع پذیر ہوئی۔

جمہوریہ ازبکستان وسط ایشیاء کا خشکی سے محصور ملک ہے اس کی سرحدیں مغرب وشمال میں قازقستان، مشرق میں کرغزستان وتاجکستان اور جنوب میں افغانستان وترکمانستان سے ملتی ہیں۔ یہ واحد ملک ہے جو چاروں طرف سے ایسے ممالک میں گھِرا ہوا ہے جو خود بھی سمندر سے محروم ہیں جمہوریہ ازبکستان کی قومی زبان ازبک ہے جو ترکی اور دوسری زبانوں سے تقریباً ملتی جلتی ہے۔ سکہ رائج الوقت ”ازبکستانی سوم“ ہے اور دارالحکومت تاشقند ہے۔

ازبکوں کا سلسلہ، منگولوں کے اُن ”خانوں“ سے ملتا ہے جنہوں نے ایک وقت میں ”رُوس“ سے ”کیف“ تک بادشاہی کی۔ امیر تیمور نے اپنے دور میں تہذیب اور ثقافت کے وہ گہرے نقوش چھوڑے جس کی جھلک اب بھی ازبکستان کے

مشہور ومعروف شہروں سمرقند، بخارا اور تاشقند کے حسین وجمیل اور عالی شان مدارس کی عمارتوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔

ازبک قوم کو نہ صرف اس بات پر ناز ہے کہ یہ تیمور اور بابر کا وطن ہے بلکہ اس بات پر بھی انہیں فخر ہے کہ یہ حضرت امام بخاری، امام ترمذی، ابومنصور ماتریدی، ابوحفص کبیر اور حضرت سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ جیسے علماء ومشائخ وحضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی نہ صرف سرزمین ہے بلکہ سب سے بڑھ کر شہر سمرقند میں سرکار مدینہ ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہ محو استراحت ہیں جنہیں ”شاہ زندہ“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

زیارات ازبکستان کے سفر مقدس کے تمام انتظامات مکمل ہوچکے ہیں۔ بروز سوموار شریف سہ پہر 5 بجے محترمی جناب حاجی محمد نواز عادل صاحب کے گھر سے دُعا کے ساتھ بذریعہ کار لاہور کی جانب روانہ ہوئے۔ دوران راہ نماز عصر اور نماز مغرب ادا کیں لاہور شہر پہنچنے کے بعد سب سے پہلے حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہِ مقدسہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا نماز عشاء آپ کے قرب میں ادا کی اور دُعا کے بعد حاجی محمد نواز عادل صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ کے گھر روانہ ہوئے جہاں رات کا پُرتکلف کھانا تناول کیا کچھ دیر آرام کیا، نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضرت شاہ عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری دی کچھ دیر آپ کی بارگاہ میں مراقب رہنے کے بعد باہر آئے اور ایک گاڑی میں سوار ہوکر علامہ اقبال ایئرپورٹ روانہ ہوئے، ایئرپورٹ کی ضروری کاغذی کاروائی سے فراغت کے بعد 9:30 ڈیپارچر لاونج میں پہنچ گئے کچھ ہی دیر کے بعد بورڈنگ شروع ہوئی اور ہم ازبک ایئرلائنز کے طیارے میں پہنچ

گئے۔ قدرے تاخیر سے جہاز کی روانگی کا اعلان ہوا، دعائے سفر پڑھی اور جہاز اپنی منزل مقصود تاشقند روانہ ہوگیا۔

تاشقند

ازبکستان کا دارالحکومت، وسطی ایشیا کا سب سے بڑا شہر، علمی وثقافتی مرکز اور پورے ملک کی جان ہے جو شہر شمقند اور سمرقند کے درمیان "کوہ تالی" کے جانب مغرب زرخیز میدان میں اس مقام پر واقع ہے جہاں دریائے چرچک اور اس کے دیگر معاون دریا آپس میں ملتے ہیں۔ یہ زلزلے کی متحرک پٹی ہے۔ سال 1966 میں یہاں آنے والے ایک زلزلے کی شدت ریکٹر سکیل پر 7.5 تھی۔

ازبک ایئرلائنز کی مہمان نوازی بھی مناسب تھی TV سکرین پر جہاز کا روٹ بھی بتایا جارہا تھا جہاز لاہور سے روانہ ہو کر فیصل آباد، پشاور اور کابل کے اوپر سے پرواز کرتا ہوا ازبکستان کی حدود میں داخل ہوا۔

شہر تاشقند قرونِ وسطی میں "چچ" کے نام سے جانا جاتا تھا جو بعد ازاں "چچ قند" یا "چش قند" اور پھر "تاشقند" بن گیا۔ ترک زبان میں "تاش" کا مطلب ہے پتھر، جبکہ "قند" شہر کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

شہر تاشقند عروج و زوال کی کئی داستانیں اپنے سینے میں محفوظ کیے ہوئے ہے انتہائی اختصار کے ساتھ کچھ کا تذکرہ کرتے ہیں۔

☆ سال 1219ء میں چنگیز خان نے اس شہر پر حملہ کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

☆ تیموریوں اور شیبانیوں کے دور میں اس شہر نے خوب ترقی کی، تاہم اس

عرصہ میں یہ ازبکوں، قازق باشندوں، فارسیوں، منگولوں اور دیگر اقوام کے حملوں کا نشانہ بنتا رہا۔

☆ سال 1809ء میں تاشقند "خانیتِ خوقند" کے زیرنگین چلا گیا اور اس وقت یہ شہر وسط ایشیا کا خوشحال ترین شہر تھا۔

☆ مئی 1865ء میں روسی جنرل نے شہر تاشقند پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ "خانیت خوقند" کی فوج دو دن بھی روسی افواج کے سامنے نہ ٹھہر سکی اور شہر روسیوں کے قبضے میں چلا گیا اور اسے روسی ترکستان کے نئے علاقے کا دارالحکومت بنا دیا گیا۔

☆ سال 1917ء میں انقلابِ رُوس کے بعد شہر کی کئی قدیم خصوصاً مذہبی عمارات کو تباہ کر دیا گیا اور بقایا رہی سہی کسر سوویت یونین دور میں صنعتی انقلاب کے نام پر پوری کر دی گئی اس لیے تاشقند کے عظیم اسلامی ثقافتی و تعمیراتی ورثے میں سے بہت کم آثار بچ سکے ہیں۔

☆ اپریل 1918ء میں تاشقند کو ترکستان خودمختار سوویت اشتراکی جمہوریہ کا دارالحکومت بنا دیا گیا۔ اس عرصہ میں مسلمانوں نے "سماچی" تحریک کی صورت میں علم جہاد بلند کیا۔

☆ اپریل 1966ء کو آنے والے ایک شدید زلزلے میں تاشقند کو زبردست نقصان پہنچا جس کے نتیجے میں 3 لاکھ افراد بے گھر ہوئے۔

☆ سال 1991ء میں سوویت یونین کے زوال کے وقت تاشقند ملک کا چوتھا بڑا شہر اور سائنس وانجینئرنگ کے شعبہ جات میں تعلیم کا مرکز تھا۔ سوویت

یونین سے آزادی کے بعد تاشقند نومولود ریاست ازبکستان کا دارالحکومت
قرار پایا۔

تاریخ کے ان جھروکوں میں ابھی محو تھا کہ اعلان ہوا، ازبک ایئرلائنز کی
پرواز نمبر 462 تاشقند ایئرپورٹ پر لینڈنگ کے لئے تیار ہے سیٹ بیلٹ باندھ لیے
جائیں۔ خیریت سے جہاز لینڈ ہوا اور ہم تاشقند پہنچ گئے ایئرپورٹ کی ضروری کاروائی
سے تو جلد ہی فارغ ہو گئے لیکن سامان آنے میں کافی وقت لگ گیا، لاونج سے باہر
نکلے تو گائیڈ کو اپنا منتظر پایا، ابتدائی تعارف کے بعد گائیڈ نے بتایا کہ دو گاڑیاں موجود
ہیں جس طرح آپ مناسب سمجھیں گاڑیوں میں سوار ہو جائیں گاڑیوں میں سوار ہو کر
"میر آباد" سٹریٹ پہنچے جہاں پر پہلے سے ایک تھری سٹار ہوٹل "روشان" میں دو
کمرے ہمارے لئے بک تھے۔ کمروں میں سامان رکھا، سب سے پہلے نماز ظہر ادا کی
اُس کے بعد ہوٹل سے باہر آئے تاکہ اردگرد کے ماحول کا جائزہ لیا جائے۔ گو کہ جون کا
سخت مہینہ تھا لیکن تاشقند کا موسم مناسب تھا جا بجا درختوں اور پھولوں کے پودوں کی
وجہ سے درجہ حررت کافی کم تھا۔

تاشقند میں کمپنی کے نمائندے جناب شبیر صاحب سے ٹیلی فون پر بات
ہوئی انہوں نے ہمیں خوش آمدید کرتے ہوئے کہا کہ میں آپ لوگوں سے ملاقات کے
لئے ابھی پہنچتا ہوں۔ مغرب کے قریب شبیر صاحب تشریف لائے ابتدائی تعارفی
ملاقات کے بعد انہوں نے ہمیں اپنے مجوزہ پروگرام کے متعلق مفید وضروری معلومات
فراہم کیں۔ کچھ کرنسی تبدیل کروائی اور ڈرائیور ابرار کے ہمراہ گاڑی میں سوار ہو کر ایک
ازبکی ہوٹل روانہ ہوئے۔ یہاں پر دیکھنے میں آیا کہ لوگ سرِشام ہی کھانا کھا لیتے ہیں

اور ہر کھانے سے پہلے قہوہ پینے کا رواج ہے۔ ازبکی مختلف الانواع کھانوں سے سیر
ہوئے اور 5 آدمیوں کا بل تقریباً 50 ہزار سوم (20 ڈالر) آیا جو ہمارے خیال میں
بہت کم تھا اس سے معلوم ہوا کہ ازبکستان میں کھانا اور پھل نہایت ہی سستے ہیں۔
کھانے کے بعد تاشقند کے مختلف بازاروں کی سیر کی، تاشقند کا "**چھارسو**" بازار
بہت مشہور ہے جہاں ہر قسم کی دکانیں موجود ہیں۔

پروگرام کچھ اس طرح سے طے ہوا کہ تاشقند کی زیارات سمرقند اور بخارا کی
زیارات کے بعد کریں گے اس لئے کل صبح AC ٹرین سے سمرقند کی طرف سفر کرنا
ہے۔ لہٰذا کچھ آرام کر لیا جائے، نماز عشاء ادا کی اور اپنے کمروں کی طرف روانہ ہوئے۔

بروز بدھ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد ہوٹل کاونٹر پر اپنے پاسپورٹ رجسٹر
کروائے، 7 بجے کے قریب روشان ہوٹل کے ریسٹورنٹ میں ناشتے کے لیے آئے
جہاں پر انواع واقسام کا ازبکی ناشتہ موجود تھا۔ ازبکی ناشتے اور چائے سے لطف اندوز
ہونے کے بعد کمروں سے سامان اٹھا کر باہر آئے تو ابرار ڈرائیور کو اپنا منتظر پایا،
سامان گاڑی میں رکھا اور تاشقند ریلوے اسٹیشن روانہ ہوئے جو کہ چند منٹوں کی
مسافت پر واقع تھا۔ اسٹیشن پہنچے اور ڈرائیور ہمیں ٹرین کے ڈبے تک چھوڑنے آیا۔

تاشقند ریلوے اسٹیشن نیا تعمیر شدہ ہے اور انتہائی خوبصورت ہونے کے
ساتھ ہر قسم کی سہولیات سے آراستہ ہیں۔ ٹرین مقررہ وقت پر روانہ ہوئی۔ ازبکستان
میں بجلی کثرت سے موجود ہے اور تمام ٹرینیں بجلی سے ہی چلتی ہیں ٹرین کا اندرونی
ماحول بہت پرسکون تھا آرام دہ سیٹیں اور پوری ٹرین کے اندر بہترین قسم کے قالین
بچھے ہوئے تھے ریلوے ٹریک کی مرمت کے باعث ٹرین قدرے تاخیر سے پہنچی ٹرین

سے جیسے ہی باہر آئے تو شہر سمرقند میں ہماری گائیڈ میڈیم شیرین ہمارے استقبال کے
لئے موجود تھی گائیڈ نے ہم سب کو خوش آمدید کہا اور ہم اس کے ہمراہ ریلوے اسٹیشن
سے باہر آئے جہاں پر ایک نئی AC فلائنگ کوچ ہم چار آدمیوں کے لئے منتظر تھی
کوچ میں سوار ہوئے اور ہوٹل کی جانب روانہ ہوئے۔

سمرقند

شہر سمرقند دریائے زرفشاں کی وادی میں واقع ہے اور اس کی قدامت روم یا
بلون کے وقتوں کی ہے جو کئی صدیوں پر محیط ہے۔ یہ شہر جمہوریہ ازبکستان کا دوسرا بڑا
شہر ہے اور صوبہ سمرقند کا دارالحکومت ہے سمرقند زمانہ قدیم سے چین اور مغرب کے
درمیان شاہراہ ریشم کے وسط میں واقع اسلامی تعلیم اور تحقیق کے مرکز کے طور پر جانا
جاتا رہا۔ اس شہر کو یونیسکو نے عالمی ورثہ قرار دے دیا ہے۔

شہر سمرقند میں کئی مشہور و معروف ہستیوں نے آنکھ کھولی اور پھر اُنہوں نے
ایک عالم کو کئی علوم و فنون سے روشناس کیا۔ ان میں مشہور محدث، مفسر حضرت
ابو اللیث السمر قندی، حضرت ابو منصور ماتریدی، صاحب ھدایہ، امام برھان
الدین المرغینانی، حضرت محمد بن عدی بن الفضل السمر قندی، کاتب قرآن
کریم، حضرت احمد بن عمر ابوبکر السمر قندیؒ سرفہرست ہیں۔

سمرقند ریلوے اسٹیشن کو ایک انٹرنیشنل ائرپورٹ سے تشبیہ دی جا سکتی ہے
اسٹیشن سے وسط شہر کوئی زیادہ دور نہیں تھوڑی ہی دیر میں گاڑی ایک ہوٹل کے سامنے
رکی جس کا نام "شیر دور" ہوٹل تھا۔ ہوٹل میں داخل ہوئے جہاں پہلے سے دو کمرے
ہمارے لیے بک تھے۔ ہوٹل انتظامیہ نے سر جھکا کر ہم سب کو خوش آمدید کہا کمروں کی

چابیاں دیں اور ہم کمروں کی طرف روانہ ہوئے۔ گائیڈ نے آج کا پروگرام ہمیں بتلایا
اور کہا کہ آپ لوگ تازہ دم ہو جائیں کیونکہ ایک گھنٹہ میں ہم نے زیارات کے لئے نکلنا
ہے اور سب سے پہلے ہماری حاضری حضرت امام بخاریؒ کی بارگاہ میں ہوگی۔
ہم تازہ وضو کر کے تیار ہو گئے اور گاڑی میں سوار ہو کر سمرقند شہر سے تقریباً 20 کلومیٹر
باہر ایک مقام "خرتنک" روانہ ہوئے۔

ہماری گائیڈ بہت روانی سے انگریزی بولتی تھی اور اس کی گفتگو سے معلوم ہوتا
تھا کہ اُس کا تعلق کسی مذہبی روحانی گھرانے سے ہے۔ مقامات مقدسہ اور بزرگوں کے
احوال سے بھی اچھی طرح واقف تھی اور ایک باپردہ خاتون تھی۔ دوران راہ وُہ دستی
مائیکروفون پر حضرت امام بخاریؒ کے حالاتِ زندگی پر روشنی ڈالتی رہی اور ہم بھی
مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے اُس سے سوالات کرتے رہے۔

حضرت امام بخاریؒ

حضرت امام بخاریؒ کا اسم گرامی محمد، کنیت ابوعبداللہ اور لقب امامُ
المحدثین و سیدُ الفقھاء ہے ولادت مبارکہ 194ھ ماوراء النھر کے مشہور و
معروف قدیمی شہر بخارا میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی اپنے زمانے کے عظیم محدث
تھے جنہیں حضرت امام مالکؓ، حضرت حماد بن زیدؓ اور دیگر اعیان حدیث سے
شاگردی کا شرف حاصل تھا اور حضرت عبداللہ بن مبارکؓ جیسے محدث عظیم و صوفی
بزرگ کی صحبت نصیب تھی۔

حضرت امام بخاریؒ بچپن میں نابینا ہو گئے تھے جس کی وجہ سے آپ کی
والدہ ماجدہ کو انتہائی پریشانی لاحق رہتی تھی اور وہ بارگاہ ایزدی میں گریہ و زاری کے

ساتھ اپنے لختِ جگر کی بینائی کے لئے تسلسل سے دُعا کیا کرتیں۔ ایک رات خواب میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور وہ آپ سے فرما رہے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تیری گریہ وزاری کے سبب تیرے فرزند کو دوبارہ بصارت عطا کر دی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ صبح جب بیدار ہوئیں تو اپنے نورِ نظر کو بینا پایا۔

شہر بخارا میں ہی صغر سنی سے تحصیل علومِ حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور دس سال کی عمر میں امام داخلی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں شریک ہونے لگے اور اپنی خداداد صلاحیت اور قوتِ حافظہ کے باعث حدیثوں کی اسناد و متون کو محفوظ کرنے لگے، قوتِ حافظہ کا یہ عالم تھا کہ 18 سال کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کی تمام کتابیں اور وکیع کے نسخے زبانی یاد کر لئے تھے۔

سال 210ھ میں اپنی والدہ ماجدہ اور برادرِ بزرگ کے ہمراہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ اختتامِ حج اور زیارت مدینہ منورہ کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ اور برادرِ مکرم تو شہر بخارا واپس لوٹ آئے مگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ علمِ حدیث کے حصول کے لئے حجاز مقدس میں ہی مقیم ہو گئے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قیام مدینہ منورہ کے دوران کتاب "قضایا الصحابۃ والتابعین" تحریر کی، اس کے بعد چاندنی راتوں میں روضہ انور کے قریب بیٹھ کر کتاب "تاریخ کبیر" تصنیف کی۔ ایک مقام پر حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کتاب "تاریخ کبیر" میں جتنے لوگوں کے نام میں نے ذکر کئے ہیں مجھے اُن میں سے ہر ایک کے بارے میں کوئی نہ کوئی قصہ معلوم ہے لیکن اختصار کے سبب میں نے اُن کا ذکر نہیں کیا۔

کتاب "تاریخ کبیر" کی تکمیل ہوتے ہی اُس کی نقل کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ محمد بن یوسف فریابی کہتے ہیں کہ میں نے کتاب "تاریخ کبیر" کو اس وقت نقل کیا تھا کہ جب ابھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ڈاڑھی بھی نہیں آئی تھی۔ حضرت امام بخاری جب کسی کتاب کو ایک نظر دیکھ لیتے تو وہ ان کو حفظ ہو جاتی تھی۔ تحصیل علم کی ابتداء میں آپ کو ستر ہزار احادیث زبانی یاد تھیں اور بقول مصنف کتاب "تذکرہ المحدثین" بعد میں جا کر یہ تعداد تین لاکھ تک پہنچ گئی۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حصول علم کے لئے بخارا اور حجاز مقدس پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ برس ہا برس وطن سے دور دیارِ غیر میں سرگرداں رہے اور فن علم حدیث کے جواہرات سے اپنا دامن بھرتے رہے۔ مولانا ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی اپنی مشہور کتاب "محدثینِ عظام و حیات و خدمات" میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام بخاری کا قول ہے کہ میں شام، مصر اور جزیرہ دو بار گیا، بصرہ کا چار مرتبہ سفر کیا، حجاز مقدس میں چھ سال تک طلب علم حدیث کے سلسلہ میں مقیم رہا، بے شمار مرتبہ کوفہ و بغداد گیا اور محدثین کی صحبتوں سے فیض یاب ہوا اور اُس پر یہ امتیاز کہ ان ممالک کے ایک ہزار شیوخ حدیث سے احادیث سماعت اور تحریر کیں اور میرے پاس کوئی ایسی حدیث نہیں کہ جس کی سند مجھے ازبر نہ ہو۔

حضرت امام بخاری کی عظیم شان اور محدثانہ عظمت و برتری کا ہر دور میں اعتراف کیا گیا، ان کی تعریف وثناء میں اتنے بڑے بڑے لوگ رطب اللسان ہوئے کہ جنہیں احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہے امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ امام بخاری کی اس قدر مدح وستائش کی گئی ہے کہ قرطاس وقلم تو ختم ہو سکتے ہیں لیکن اُن کے

مناقب کا بیان ختم نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ ایک ایسا سمندر تھے کہ جن کا کوئی ساحل نہ تھا۔

حضرت امام بخاری "امیرُ المومنین فی الحدیث" ہونے کے ساتھ ساتھ فقہ واجتہاد میں بھی بلند مقام ومرتبہ رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ علمائے اسلام "سیدُ المحدثین" کے ساتھ آپ کو "سیدُ الفقہاء" کے لقب سے بھی یاد کرتے ہیں۔

حصولِ علم کے بعد امام بخاری نے اشاعت حدیث کے لئے بصرہ، بغداد، نیشاپور، سمرقند اور بخارا میں درس حدیث کے لئے حلقے قائم کئے آپ کی درسگاہ سے فیض پانے والوں کی تعداد ایک لاکھ بتائی جاتی ہے۔

حضرت امام بخاری تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی اپنی علمی وفنی معلومات کو آنے والی نسلوں کے لئے تحریری صورت میں محفوظ کرگئے۔ آپ ابتداء سے ہی تصنیف وتالیف کا شوق رکھتے تھے۔

صاحبِ کتاب "نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری" کی جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام بخاری کی تصانیف کی تعداد 20 سے زائد ہے لیکن جو عظمت وشہرت اور مقبولیت آپ کی تصنیف "صحیح بخاری" کے حصہ میں آئی وہ اور کسی کتاب کو حاصل نہ ہوسکی بلکہ تمام اُمہات کتب حدیث میں جو مقام "صحیح بخاری" کو حاصل ہوا وہ اور کسی کتاب کے حصے میں نہیں آیا۔

حضرت امام بخاری نے اپنی صحیح کا نام "الجامع الصحیح المسند المختصر من أمور رسول اللہ ﷺ و سننہ و أیامہ" رکھا لیکن عوام وخواص میں یہ کتاب صحیح بخاری کے نام سے مشہور ہوئی آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی اس کتاب کو سولہ سال کی مدت میں مکمل کیا۔

"سیر اعلام النبلاء" جلد نمبر 10 میں ہے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح کا مسودہ مکہ مکرمہ، بصرہ اور بخارا میں تیار کیا اور اُس کی تبییض مسجد حرام میں کی اور مدینہ منورہ میں روضہ نبویہ شریف ﷺ کے قرب میں بیٹھ کر تراجم ابواب تحریر فرمائے۔

سن 250 ہجری حضرت امام بخاری نیشاپور تشریف لے گئے جہاں پر اُن کا پرتپاک استقبال کیا گیا آپ نے وہاں حلقہ درس قائم کیا صبح سے شام تک طالبان حدیث کا رش رہتا، پورا شہر نیشاپور آپ کو قدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھتا لیکن یہ بات حاسدین کو اچھی نہ لگی اور انہوں نے آپ کی تحقیر وتذلیل کے لئے مسئلہ خلق قرآن کے بارے میں آپ سے سوال کیا، امام صاحب نے فرمایا کہ "القرآن کلام اللہ غیر مخلوق" سائل نے اصرار کیا کہ قرآن کے الفاظ کا حکم بتائیں تو آپ نے جواب دیا کہ ہمارے افعال مخلوق ہیں اور الفاظ بھی ہمارے افعال ہیں۔ حاسدین نے شوروغوغا شروع کردیا کہ امام بخاری قران کو مخلوق مانتے ہیں۔

یہ خبر جب محمد بن یحییٰ ذہلی کو ملی تو اُس نے اعلان کروادیا کہ کوئی امام بخاری کے حلقہ درس میں نہ جائے چنانچہ لوگوں نے آپ کے درس میں جانا چھوڑ دیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر امام بخاری اپنے آبائی وطن بخارا لوٹ آئے۔

اہل بخارا نے تزک واحتشام کے ساتھ آپ کا خیر مقدم کیا آپ نے بخارا میں مسندِ درس آراستہ کیا مگر یہاں بھی حاسدین باز نہ آئے انہوں نے حاکم بخارا سے کہا کہ وہ امام بخاری سے کہیں کہ وہ آپ کے صاحبزادے کو گھر آکر پڑھایا کریں، والیٔ بخارا نے حضرت امام بخاری سے اس خواہش کا اظہار کیا جس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے علم کو سلاطین کے دروازے پر لے جا کر

ذلیل نہیں کرنا چاہتا، پڑھنے والے کو میرے درس میں آنا چاہیے والیٔ بخارا نے کہا کہ اگر میرا لڑکا درس میں آئے گا تو وہ عام لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر نہیں پڑھے گا، آپ کو اُسے علیحدہ پڑھانا ہوگا حضرت امام بخاری نے انکار کردیا، جواب سن کر حاکم بخارا غصے میں آ گیا اُس نے ابن الوقت علماء سے فتویٰ لیا اور امام بخاری کو بخارا سے نکل جانے کا حکم صادر کردیا۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حاکم بخارا کے اس حکم پر آزردہ ہوکر اپنے آبائی وطن سے نکلے اور سمرقند کا رخ کیا لیکن سمرقند سے پہلے ہی خرتنک نامی ایک مقام پر ٹھہرے اور بیمار ہوگئے اور پھر یکم شوال 256ھ اس دارِفانی سے رحلت فرما گئے۔ بعد نماز ظہر خرتنک میں ہی اس پیکرِ علم ودانش کو ہزاروں سوگواروں نے نماز جنازہ کے بعد سپردِ خاک کردیا۔ دفن کے بعد آپ کی قبر مبارک سے مدتوں ایسی خوشبو آتی رہی جو مشک وعنبر سے زیادہ بہترین تھی لوگ بطور تبرک آپ کی قبر مبارک سے مٹی اٹھا کر لے جاتے تھے۔

تقریباً آدھ گھنٹہ میں ہم حضرت امام بخاری کے انتہائی وسیع وعریض کمپلیکس کے باہر موجود تھے گاڑی سے اترے اور سر جھکاتے اس عظیم شخصیت کی بارگاہ میں پہنچے۔ میرا وجدان کہتا ہے کہ شاید ہماری گائیڈ نے بذریعہ فون منتظمین کو اطلاع دی ہو کہ پاکستان سے کچھ لوگ زیارت کے لئے آئے ہیں کیونکہ جب ہم کمپلیکس کے مرکزی دروازے پر پہنچے تو خانقاہ ومسجد امامِ بخاری کے منتظم اور نائب امام وخطیب نے ہمارا پرجوش استقبال کیا اور ہم کو اپنے جلو میں لیتے ہوئے مزارِ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روانہ ہوئے۔

بلند اس قدر ہے امامِ بخاری
کہ ہر دل میں ہے احترامِ بخاری

حضرت امام بخاری کی اصل قبر مبارک ایک تہہ خانے میں ہے لیکن زائرین کے لئے اوپر ایک علامتی قبر بنائی ہوئی ہے جہاں وہ حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ اس کو میں حضرت امام بخاری کا خصوصی تصرف ہی کہہ سکتا ہوں کہ امام صاحب نے ان سیاہ کاروں پر خصوصی شفقت فرماتے ہوئے تہہ خانے کا دروازہ ہمارے لئے کھلوایا اور پھر خود بھی ہمارے ساتھ حاضری کا شرف حاصل کیا۔

بارگاہِ حضرت امام بخاری میں اپنا، اپنے دوست احباب، اہل خانہ اور عزیز و اقارب کا سلام آپ کی خدمت میں پیش کیا کچھ دیر آپ کی بارگاہ میں سر جھکائے بیٹھے رہے اور ساتھ اپنی قسمت پر ناز کرتے رہے کہ کہاں یہ مقام مقدس اور کہاں ہم جیسے گناہگار

سکھایا زمانے کو دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جہاں کا ہے محسن امامِ بخاری

ختم شریف پڑھا اور درود تاج پڑھنے کی سعادت محمد ریاض راجہ صاحب کے حصہ میں آئی امام و خطیب صاحب سے دُعا کی درخواست کی اور ہم ان کی دُعا پر آمین کہتے رہے دعا کے بعد اُن کی خدمت میں درود و سلام کی کتابیں پیش کیں اور الوداعی دُعا کے ساتھ تہہ خانہ سے باہر نکلے اور اوپر بنے تعویذ قبر پر چادر کا نذرانہ پیش کیا۔

ساری انتظامیہ نے مکمل تعاون و معلومات فراہم کیں۔ پاکستان سے ہم جو تحائف لائے تھے۔ ان میں سے کچھ انتظامیہ اور کچھ زائرین میں تقسیم کئے۔ درود و سلام کی کتاب "ورفعنالک ذکرک" بھی کافی تعداد میں تقسیم کی۔

امام صاحب کی ہمراہی میں مسجد امام بخاری کی زیارت کا شرف حاصل کیا، اس کے بعد قرآن لائبریری کی زیارت کی جہاں پر مختلف ملکوں اور مختلف شخصیات کی طرف سے پیش کردہ قرآن پاک کے نسخے موجود تھے جو انتہائی خوبصورت انداز میں شیشے کی الماریوں میں ترتیب سے رکھے ہوئے تھے۔ لائبریری کی زیارت کے بعد

جملہ انتظامیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے حضرت امام بخاری کمپلیکس سے باہر آئے اور گاڑی میں سوار ہو کر سمرقند کی جانب روانہ ہوئے۔

گائیڈ سارے راستے سمرقند کے تاریخی و مذہبی مقامات کی تاریخ بیان کرتی رہی پھر شہر سمرقند سے تھوڑا باہر حضرت خواجہ عبیداللہ احرار ؓ کے مزار مبارک پر پہنچے۔

۞ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار ؓ ۞

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار کے آباؤ اجداد اہل علم وعرفان اور اصحاب ذوق و وجدان میں سے تھے آپ کا سلسلہ نسب والد کی طرف سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ؓ سے جاملتا ہے۔

آپ کا اسمِ گرامی عبیداللہ، لقب ناصر الدین اور احرار ہے لیکن آپ زیادہ مشہور "احرار" کے لقب سے ہوئے جو اصل میں "خواجہ احرار" ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ماہ رمضان المبارک 806ھ تاشقند کے ایک گاؤں "باغستان" میں ہوئی۔ آپ کے جدِ امجد شہاب الدین ؒ نے جب آخری وقت میں الوداع کہنے کے لئے اپنے پوتوں کو بلایا تو قریب آنے پر کم سن عبیداللہ کے استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے اور پھر گود میں لے کر فرمایا کہ اس فرزند کے بارے میں مجھے شہادت نبوی ﷺ ملی ہے کہ "یہ پیر عالمگیر ہوگا اور اس سے شریعت و طریقت کو رونق حاصل ہوگی" یہی وجہ ہے کہ بچپن سے ہی آپ کو بزرگوں کی زیارت و ملاقات کا شوق رہا۔ کثیر تعداد میں بزرگان دین کے مزارات مبارکہ پر حاضری کا شرف حاصل کیا اور فیوضات و برکات سے مستفیض ہوئے۔

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار ؓ نے اپنی ابتدائی زندگی باغستان میں گزاری پھر

سلطان ابوسعید کی درخواست پر تاشقند سے سمرقند چلے گئے اور وصال تک سمرقند ہی رہے۔

آپ کا شمار سلسلہ نقشبندیہ کے کبار مشائخ میں ہوتا ہے ایک مرتبہ آپ ھرات میں تشریف فرما تھے کہ ایک سوداگر نے آپ سے حضرت خواجہ محمد یعقوب چرخی رضی اللہ عنہ کے فیض پر اثر کی تعریف کی تو آپ اُسی وقت بلخ کے راستے خواجہ صاحب کی ملاقات کے لئے روانہ ہو گئے اور دوران سفر ان کے مرشد پاک حضرت علاؤالدین عطار کے مزار پر انوار کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ جب حضرت خواجہ یعقوب چرخی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ بڑی شفقت وعنایت سے پیش آئے ، بیعت فرمایا، روحانی تربیت فرمائی اور خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ کو دنیا کا مال ودولت اتنا زیادہ عطا کیا ہوا تھا کہ آپ کے اونٹ اور گھوڑے سونے چاندی کی کیلوں سے باندھے جاتے تھے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رضی اللہ عنہ جب بیعت کے ارادے سے حاضر ہوئے تو یہ محفل شان وشوکت دیکھ کر تھوڑی دیر کے لئے دل میں تردد پیدا ہوا جس پر خواجہ صاحب نے آپ کے دل کی کیفیت پر نگاہ ڈالنے کے بعد فرمایا کہ سونے چاندی کی میخیں زمیں میں گاڑنے کے لئے ہوتی ہیں دل میں گاڑنے کے لئے نہیں ہوتیں۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی آپ رضی اللہ عنہ سے بیعت ہوئے اور آپ کے خلفاء میں شامل ہوئے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حضرت خواجہ یعقوب چرخی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو طالب کسی بزرگ کی صحبت میں جانا چاہے تو اُسے

عبید اللہ احرار کی طرح جانا چاہیے کہ چراغ ، بتی اور تیل سب تیار ہے صرف دیا سلائی دکھانے کی دیر ہے۔

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ کے عقیدت کیش اور ارادت مند تھے اسی عقیدت ومحبت کی بناء پر آپ نے اپنی بعض تصانیف کو آپ کے نام مبارک سے منسوب کیا ہے۔ اگرچہ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ کو حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کا ایک راسخ العقیدہ نیاز مند سمجھتے تھے لیکن خود خواجہ احرار کو مولانا جامی سے کیا قربت حاصل تھی اور اُن کا کس قدر احترام کرتے تھے، حضرت خواجہ صاحب کے ایک خط جو انہوں نے حضرت مولانا جامی کے نام تحریر فرمایا اُس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ خط میں حضرت خواجہ صاحب نے الفاظ کا اس طرح چناؤ کیا گویا خواجہ صاحب مرید ہوں اور مولانا جامی مُراد ہوں۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار
کا خط بنام مولانا جامی

نیاز کے بعد، اس بے چارے، گرفتار کی عرض داشت یہ ہے کہ کبھی کبھی دل چاہتا ہے کہ گستاخی کر کے اپنی خرابی احوال آپ کے آستانہ تک پہنچاؤں لیکن مجھے ڈر ہے کہ اس فقیر کی خرابی احوال آنجناب کے لئے ملال ہو گی میری خواہش ہے کہ اس درماندہ کی خرابی احوال پر نظر کریں اور اس ضعیف سے ہمدردی جو کہ اخلاق کریمہ ہے، کا اظہار کریں۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے 8 محرم 870ھ خاص طور پر خواجہ عبید اللہ احرار کی زیارت کے لئے سمرقند کا سفر فرمایا۔ 872ھ میں سلطان ابوسعید کے

دل میں عراق اور آذربائیجان کی فتح کا خیال پیدا ہوا تو وہ "مرو" گیا اور حصول برکت و سعادت کے لئے اُس نے سمر قند سے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو اور ھرات سے حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کو بلوایا۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس قدر قبولیت عامہ عطا فرمائی تھی کہ بعض اوقات آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں پیری مریدی کروں تو کسی اور پیر کو مرید میسر نہ آئیں مگر میرے ذمے دوسرا کام لگایا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ شریعت محمدیہ ﷺ کی ترویج و اشاعت کروں۔

آپ کے مریدین و معتقدین میں جہاں درویش اور فقراء نظر آتے ہیں وہاں بڑی تعداد میں امراء اور حکام بالا کھڑے نظر آتے ہیں۔

ہندوستان کا پہلا مغل حکمران ظہیر الدین بابر اگرچہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کی وفات کے وقت تقریباً 8 سال کا تھا اور بظاہر خواجہ احرار سے ملاقات بھی نہیں تھی لیکن اپنے اجداد کی سنت کے مطابق خواجہ احرار اور ان کی اولاد سے ارادت رکھتا تھا۔ سال 906ھ کی فتح سمر قند کو حضرت خواجہ احرار کی معنوی برکت کا نتیجہ سمجھتا تھا ظہیر الدین بابر نے 906ھ سے کچھ عرصہ قبل حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے اس کو فتح سمر قند کی بشارت دی۔ ظہیر الدین بابر، خواجہ احرار کے پوتوں کو حصول برکت کے لئے اپنے ہمراہ کابل اور آگرہ لے گیا تھا۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار فرمایا کرتے تھے کہ درویش کا خلاصہ یہ ہے کہ درویش سب کا بوجھ سہے لیکن اپنا بوجھ کسی پر نہ ڈالے، نہ ظاہری طور پر اور نہ ہی باطنی طور پر۔ فقیر کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ فقیر وہ ہے کہ جسے سوائے اللہ

تعالیٰ کے اور کچھ مطلوب نہ ہو۔

29 ربیع الاول 895ھ کو انتقال فرمایا اور شہر سمر قند میں آپ کا مزار پُر انوار ایک اونچے چبوترے پر بنا ہوا ہے قریب ہی ایک مسجد ہے سامنے حوض ہے جس کے اردگرد اونچے اونچے درخت لہلہاتے نظر آتے ہیں۔ 1630ء میں حاکم سمر قند "نادر دیوان بیگی" کے حکم پر مزار کے قریب ایک مسجد اور مدرسے کی تعمیر ہوئی۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے مزار مبارک پر حاضری کی سعادت حاصل ہوئی، ختم شریف اور چادر کا نذرانہ آپ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ اسی اثناء میں مسجد کے امام صاحب بھی تشریف لے آئے ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا پھر اُن کی قیادت میں نماز عصر ادا کی۔ نماز کے بعد مسجد میں موجود نمازی حضرات میں درود تاج شریف اور خوشبو تقسیم کی۔ امام صاحب نے سمر قندی چائے سے ہماری تواضع کی، امام صاحب بہت اچھی فارسی بول رہے تھے اس لئے اُن سے فارسی میں گفتگو ہوئی اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے بارے میں کچھ معلومات بھی حاصل ہوئیں۔ ملاقات کے بعد امام صاحب سے دُعا کروانے کے بعد باہر آئے اور گاڑی میں سوار ہو کر جانب ہوٹل روانہ ہوئے۔ گائیڈ نے ہم سے اجازت چاہی اور ہم اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ہوٹل میں داخل ہوئے۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد ہوٹل سے باہر آ کر چہل قدمی کرتے ایک ازبکی ریسٹورنٹ میں رات کا کھانا کھایا واپس ہوٹل آئے اور نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد سو گئے۔

بروز جمعرات نماز فجر کی ادائیگی کے بعد "شیر دور" ہوٹل والوں کی طرف سے اعزازی ناشتے کا انتظام تھا جس میں سمر قند کی مقامی خورد و نوش کی اُشیاء

موجود تھیں۔ 8:00 بجے سمرقند کی باقی زیارات کے لئے نکلنا تھا تیار ہو کر جب ہوٹل سے باہر آئے تو دیکھا کہ گائیڈ اور ڈرائیور مع فلائنگ کوچ ہمارے منتظر ہیں۔ گاڑی میں سوار ہو کر سب سے پہلے سرکارِ دو عالم ﷺ کے چچازاد بھائی **سیدنا قثم بن عباس** رضی اللہ عنہما المعروف **"شاہ زندہ"** کے مزار مبارک کی طرف روانہ ہوئے۔

گائیڈ کے پاس بھی اس مقام مقدس بارے میں وافر معلومات تھیں اور ہم نے بھی کچھ ہوم ورک کیا ہوا تھا۔ کچھ ہی دیر میں **"شاہ زندہ کمپلیکس"** پہنچ گئے جو ایک وسیع و عریض علاقے پر تعمیر ہوا ہے۔

حضرت قثم بن عباس المعروف شاہِ زند

حضرت سیدنا قثم بن عباس رضی اللہ عنہما قریش کے کے معزز ترین خاندان بنو ہاشم کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے والد ماجد سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کے چچا محترم تھے نامور صحابہ میں شمار ہوتے ہیں اور بارگاہ نبوی ﷺ میں آپ کو عظیم اعزاز حاصل تھا۔ سرکار دو عالم ﷺ کے اس ظاہری دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد خلفائے راشدین اور جملہ صحابہ کرام آپ کا بے حد ادب و احترام کرتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دُعا مانگی جاتی تو بارش ہو جایا کرتی تھی۔

سیدنا قثم بن عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ اُم الفضل سیدۃ لبابہ بنت الحارث ہلالیہ تھیں جو اُم المومنین سیدۃ میمونہ کی حقیقی بہن تھیں۔ اُم المومنین سیدۃ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد یہی پہلی خاتون تھیں جنھوں نے اسلام قبول کیا۔ سارا خاندان نبوت آپ رضی اللہ عنہا کی بہت زیادہ عزت و تکریم کرتا تھا۔ سیدۃ لبابہ رضی اللہ عنہا سے 30 احادیث نبوی ﷺ مروی ہیں۔

اربابِ سیر کا بیان ہے کہ سیدنا قثم بن عباس رضی اللہ عنہما، رسول اللہ ﷺ کے شبیہ تھے اور بعض شعراء کرام نے آپ رضی اللہ عنہ کے اس وصفِ خداداد کے بارے میں اشعار بھی کہے ہیں۔ عہدِ رسالت ﷺ میں سیدنا قثم بن عباس رضی اللہ عنہ کم سن تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کا شمار اُصاغر صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔

سرکارِ مدینہ ﷺ حضرت قثم رضی اللہ عنہ سے بہت محبت و شفقت فرمایا کرتے تھے اس محبت میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دوسری اولاد اور حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد بھی شریک تھی۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بچپن میں ایک دن میں، عبیداللہ بن عباس اور قثم بن عباس کھیل رہے تھے سرکارِ دو عالم ﷺ کی سواری ہمارے قریب سے گزری، آپ ﷺ نے ہمیں دیکھا تو فرمایا اس بچے کو میرے پاس لاؤ (آپ ﷺ کا اشارہ میری طرف تھا) چنانچہ آپ ﷺ نے مجھے سواری پر اپنے آگے بٹھا لیا اس کے بعد سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا قثم کو لاؤ اور اُن کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا قثم بن عباس سرکارِ دو عالم ﷺ کی رحلت کے وقت سن شعور کو پہنچ چکے تھے مسند حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے جب اس ظاہری و فانی دنیا سے پردہ فرمایا تو آپ ﷺ کے جسد اطہر کو غسل دینے میں سیدنا قثم رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے۔

ابن اُثیر نے **"اُسد الغابہ"** میں لکھا ہے کہ سب سے آخر میں سیدنا قثم رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ سرکارِ مدینہ ﷺ کی قبر مبارک میں جو شخصیات اُتری تھیں اُن میں سیدنا قثم بن عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے اور یہ سب سے

آخر قبر انور سے باہر تشریف لائے تھے۔

"مدارج النبوۃ" اور "المواھب اللدنیہ" میں جو عبارات موجود ہیں اُن کا مفہوم کچھ اس طرح سے ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ جب اس دُنیا سے پردہ فرما رہے تھے تو آپ ﷺ کی قبر انور سے سب سے آخر میں نکلنے والی عظیم وخوش نصیب شخصیت سیدالانبیاء والمرسلین ﷺ کے چچازاد بھائی سیدنا قثم بن عباس ؓ تھے جنہوں نے اس دنیا میں سب سے آخر سرکار مدینہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

سیدنا قثم بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے لب ھائے مبارکہ کو جنبش دے رہے ہیں میں نے اپنا کان آپ ﷺ کے دہن مبارک کے قریب کیا تو میں نے سنا کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے۔

رب اُمتی اُمتی

"اے رب! میری اُمت، میری اُمت"
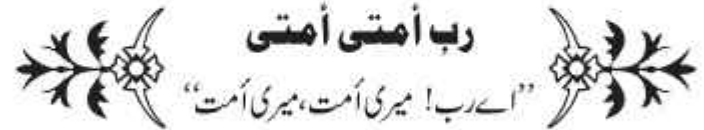
مولائے کائنات سیدنا علی ؓ نے ایک موقع پر فرمایا کہ اس ظاہری دنیا میں نبی اکرم ﷺ کو سب سے آخر میں الوداع کہنے کا اعزاز جس کو حاصل ہوا تھا وہ قثم بن عباس ؓ ہی تھے۔ سیدنا علی ؓ، سیدنا قثم سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے، آپ نے اپنے دورِ خلافت میں سیدنا قثم ؓ کو باختلافِ روایت مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ کا گورنر مقرر فرمایا اور سیدنا علی ؓ کی شہادت تک آپ ؓ اُسی عہدے پر فائز رہے۔ سیدنا قثم بن عباس ؓ کا شمار اُن افراد میں ہوتا ہے جو سیدنا علی ؓ کے آخری دم تک اُن کے ساتھ رہے۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ حضرت قثم ؓ علم وفضل کے اعتبار سے بلند مقام کے حامل اور انتہائی پاکباز شخصیت تھے۔

حضرت امیر معاویہ ؓ کے عہد خلافت میں حضرت قثم بن عباس ؓ کو جوشِ جہاد نے بے قرار کر دیا۔ سن 55 ہجری سیدنا عثمان غنی ؓ کے صاحبزادے حضرت سعید بن عثمان کے ہمراہ ترکستان کی مہم پر اسلامی لشکر میں شامل ہو گئے۔ یہ لشکر دریائے جیحون کو عبور کر کے بخارا کی طرف بڑھا اور اُسے فتح کر لیا اس کے بعد اسلامی لشکر نے آگے بڑھتے ہوئے سمرقند کا محاصرہ کر لیا، تین دن تک اہل شہر نے زبردست مدافعت کی، مسلمان بھی مسلسل جواب دیتے رہے اور بالآخر اہل سمرقند کو مسلمانوں کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑے، اسی معرکہ سمرقند میں سیدنا قثم بن عباس ؓ نے جام شہادت نوش فرمایا اور پہاڑ کی ایک چوٹی پر آپ کا مزار مبارک بنا۔ مقامی زبان میں آپ کو "شاہ زندہ" اور "سخی زندہ" سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

"سخی زندہ کمپلیکس" کا شمار سمرقند کے اہم مذہبی روحانی اور تاریخی مقامات میں ہوتا ہے اور فن تعمیر کا ایک اعلیٰ شاہکار ہے جو قابل دید ہے۔

مشہور عرب سیاح ومورخ ابوعبداللہ ابن بطوطہ بیان کرتے ہیں کہ بیرونی زائرین کے علاوہ سمرقند کے باسیوں کا معمول ہے کہ وہ ہر منگل اور جمعۃ المبارک کو سیدنا قثم بن عباس ؓ کے مزار مبارک پر حاضر ہوتے ہیں۔ اسی طرح منگولین لوگ بھی زیارت کے لئے کثرت سے آتے ہیں۔

امیر تیمور اس بات کا نہایت سختی سے اہتمام کرتا تھا کہ ان مقامات مبارکہ پر حاضری کو باوضو بنایا جائے، اُمیر تیمور خود بھی باوضو ہو کر مزارات مبارکہ پر حاضری دیا کرتا تھا۔ سیدنا قثم بن عباس ؓ کی زیارت کے لئے امیر تیمور جب آتا تو دور ہی گھوڑے سے اتر کر پیدل مزار تک جاتا، فاتحہ پڑھتا اور حاضری دینے کے بعد کافی

ڈور پیدل چل کر گھوڑے پر سوار ہوتا۔

مرکزی دروازے سے اندر داخل ہوئے تو بہت چوڑی اور کثیر تعداد میں سیڑھیاں اوپر کی طرف جاتی ہیں اوران سیڑھیوں کے دائیں بائیں آسمانی رنگ کے قدیم قبہ جات بنے ہوئے ہیں جن میں وقت کے مشاہیر مدفون ہیں۔ بعض قبوں کے نیچے امیر تیمور کی بیٹیاں یعنی اپنے وقت کی شہزادیاں مدفون ہیں امیر تیمور کی ہمشیرہ کا مقبرہ بھی ان قبہ جات کے نیچے ہے اس کے ساتھ ہی امیر تیمور کی بھانجی کا نہایت خوبصورت مقبرہ ہے۔ ان مقبرہ جات پر فاتحہ خوانی کرتے ہوئے آگے کی طرف سیڑھیاں چڑھ رہے تھے اسی دوران ہمیں بتائے بغیر ہماری گائیڈ محترمہ نے کمپلیکس کے کسی ذمہ دار شخص سے بات کی کہ پاکستان سے کچھ مہمان زیارت کے لیے آئے ہیں اور وہ امام وخطیب اور مفتی اعظم سمرقند سے ملاقات بھی کرنا چاہتے ہیں اس بات کی اطلاع اُن کو دی جائے۔

کثیر تعداد میں سیڑھیاں ختم ہونے کے قریب ہوئیں اور ہم پہاڑ کی چوٹی کے قریب تھے دائیں جانب لکڑی کا ایک طویل وعریض دروازہ تھا گائیڈ نے بتایا اس کے اندر سرکار دو عالم ﷺ کے چچازاد بھائی سیدنا **قثم** بن عباس ؓ کا مزار مبارک ہے۔ صدر دروازے پر آپ ؓ کا اسم مبارک کندہ تھا اور ساتھ ہی یہ حدیث نبوی ﷺ بھی تحریر تھی "**لقثم ابن عباس أشبه الخلق و الخلق بی**" کہ قثم ابن عباس ؓ شکل وصورت، تخلیق اور اخلاق میں میرے ساتھ بہت زیادہ مشابہت رکھتے ہیں" دروازے سے اندر داخل ہوئے ایک عجیب کیفیت تھی کہ سرکار دو عالم ﷺ کے چچازاد شہید بھائی جواب بھی زندہ ہیں، کی بارگاہ اقدس میں حاضری کا شرف

سفرنامہ زیارات ازبکستان

حاصل کر رہے ہیں۔ چند ہی لمحوں بعد مفتی اعظم سمرقند عزت مآب جناب محمد امین صاحب بھی تشریف لے آئے۔ ان سے تعارف کے بعد درخواست کی کہ ہم سیدنا قثم بن عباس ؓ کے مزار پرانوار کے لئے چادر کا نذرانہ لے کر آئیں ہیں آپ سیدنا قثم ؓ کی بارگاہ میں یہ نذرانہ پیش فرمائیں سب احباب نے مل کر مفتی اعظم صاحب کے ہمراہ چادر کا نذرانہ پیش کیا ختم شریف پڑھا اور دعا کے لیے مفتی اعظم صاحب سے درخواست کی، آپ نے بہت خوبصورت، پیارے اور دلکش عربی انداز میں دُعا کی اور ہم آمین کہتے رہے۔

عزت مآب مفتی اعظم صاحب نے فرمایا کہ سیدنا **قثم** بن عباس ؓ کی اصل قبر مبارک تہہ خانے میں ہے اور کسی کو حکم فرمایا کہ قبر مبارک کھلوائی جائے اور پھر خصوصی طور پر ہمیں اپنی ہمراہی میں اصل مقام قبر کی بھی زیارت کروائی جسے میں براہ راست سیدنا **قثم** بن عباس ؓ کا تصرف ہی سمجھتا ہوں۔

قصیدہ بردہ شریف کا بآواز بلند ورد کیا اور ایک بار پھر دعا کرنے کا شرف حاصل کیا۔ مفتی صاحب کی خدمت درود وسلام کی کتب کا نذرانہ پیش کیا جسے انہوں نے شکریے کے ساتھ قبول فرمایا۔ کچھ دیر سیدنا قثم بن عباس ؓ کے مزار پُر انوار سے مستفیض ہونے کے بعد مفتی صاحب کے ہمراہ باہر آئے اور صدر دروازے پر آپ کے ہمراہ تصاویر بنانے کا شوق پورا کیا۔

باقی ماندہ مقابر پر فاتحہ کے بعد مرکزی دروازہ پر پہنچے تو مفتی صاحب نے ہمیں روک لیا، مشروبات، مٹھائی اور ازبکی چائے سے ہمارے خوب تواضع کی، تفصیلی گفتگو کے بعد جب اجازت چاہی تو مفتی صاحب نے ہمیں شدت سے روکتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ دوپہر کا کھانا کھا کر جائیں گے۔

مفتی صاحب سے تنگی وقت اور باقی زیارات کے سبب معذرت پیش کی لیکن وہ نہ مانے اور ہمیں ان کی محبت وشفقت کے باعث رُکنا پڑا۔ اس دوران حضرت

مولانا روم ؒ کا ذکر چل پڑا بہت خوش ہوئے معلوم ہوا کہ مفتی صاحب کو نہ صرف عربی زبان پر عبور حاصل ہے بلکہ فارسی بھی اچھی بول لیتے ہیں۔

مفتی اعظم صاحب ہمیں اپنے ہمراہ اپنے خوبصورت آفس لے گئے دوران گفتگو ہم نے اُن سے اہل سنت کی عظیم شخصیت حضرت ابو منصور ماتریدی کا ذکر کرنے کے ساتھ اُن کے مزار مبارک پر حاضری کی خواہش کا اظہار کیا تو انہوں نے فوراً حضرت ابو منصور ماتریدی کے امام وخطیب کو فون کر کے بلوا لیا کچھ ہی دیر میں وہ بھی تشریف لے آئے اور پھر سب نے مل کر ازبکی سیخ کباب کو حضرت شاہ زندہ کا لنگر سمجھ کر تناول کیا اور سمرقندی ڈش سے لطف اندوز ہوئے۔

میزبانی سیدنا قثم بن عباس ؓ کے بعد مفتی اعظم سمرقند کی طرف سے اس بندہ ناچیز کو ازبکی ٹوپی بطور تحفہ پہنائی گئی پھر میں نے اپنے احباب کی نمائندگی کرتے ہوئے مفتی صاحب کی شفقت ومحبت، پیار اور دعوت کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کیا، اجازت چاہی، مفتی صاحب اور آپ کا عملہ ہمیں گاڑی تک الوداع کرنے آیا۔

حضرت سیدنا قثم بن عباس ؓ کی میزبانی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے گاڑی میں سوار ہو کر ابو منصور ماتریدی کے مزار مبارک کی طرف روانہ ہوئے۔

۞ حضرت ابو منصور ماتریدی ؒ ۞

آپ کا اسم مبارک محمد بن محمد بن محمود ماتریدی سمرقندی حنفی ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت عباسی خلیفہ "المتوکل" کے عہد میں سمرقند کے قریب "ماترید" میں ہوئی اسی مقام کی وجہ سے آپ کی نسبت "ماتریدی" مشہور ہوئی۔ آپ اسلامی فقہ اور قرآنی تفسیر کے ایک مشہور و نامور عالم تھے آپ مذہب اہل سنت ماتریدیہ کے

بانی اور اپنے دور کے علماء کرام کے درمیان ایک اعلیٰ مقام کے حامل شخصیت تھے۔

حضرت ابو منصور ماتریدی کو علمائے اُمت "امامُ الهدی، امامُ المتکلمین اور امام اهلِ سنت" کے القابات سے یاد کرتے ہیں۔ الہیات، تفسیر قرآن اور اسلامی فقہ میں مہارت رکھتے تھے۔ امام ماتریدی نے جن مشائخ کرام سے علم حاصل کیا اُن سب کی سند حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سے ملتی ہے آپ صاحبِ تصانیف کثیرہ امام تھے۔ سال 333 ہجری وصال فرمایا۔

ازبکستان کی حکومت نے سال 2000 میں امام ابو منصور ماتریدی کی یاد میں ایک انتہائی وسیع وعریض قابل دید کمپلیکس تعمیر کیا۔ اس کمپلیکس کے مرکزی دروازے پر پہنچے تو مزار مبارک کے متولی و امام وخطیب ہمارے استقبال کے لئے منتظر تھے اُن سے ملاقات کی درود وسلام کی کتب اور خوشبویات کا نذرانہ پیش کیا پھر اُنہی کے ہمراہ اہل سنت کے عظیم امام حضرت ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت امام ابو منصور ماتریدی کی بارگاہ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل کیا ختم شریف پڑھا اور پھر امام صاحب کے ہمراہ ایک خوبصورت چادر کا نذرانہ پیش کیا۔ جس کے بعد امام صاحب سے دُعا کے لیے ملتمس ہوئے۔ امام صاحب نے بڑی محبت اور رقت سے دُعا کروائی، دُعا کے بعد الوداعی سلام کرتے ہوئے باہر نکلے۔ اور اسی کمپلیکس میں امام المرغینانی کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے۔

امام برهان الدین المرغینانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الاسلام برہان الدین امام ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ، فقہائے حنیفہ میں مشہور ومعروف اور عظیم المرتبت شخصیت ہیں۔ آپ کی مشہور ترین کتاب "الهدایه" فقہ حنفی کی بنیادی اور اُمہات الکتب میں شمار ہوتی ہے۔ جو دراصل کتاب "هدایۃ المبتدی" کی شرح ہے۔ کتاب "الهدایه" کی مماثل کتاب فقہ حنفی میں موجود نہیں، اس کتاب عظیم کا مقام ومرتبہ اہل علم خوب جانتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالی نے اس کتاب کو عظیم مقبولیت سے نوازا۔

عالم اسلام کا کوئی مکتبہ ایسا نہیں جہاں کتاب "الهدایه" نہ ہو۔ علماوقت نے سینکڑوں کی تعداد میں اس کتاب کی شروحات اور حواشی لکھے جو بذات خود ایک بہت بڑا علمی خزانہ ہے صرف اُن کتابوں کو ہی جمع کرلیا جائے تو ایک بڑا کتب خانہ تیار ہوسکتا ہے۔

صاحب ھدایہ، فقہ حنفی میں بطور حافظ، مفسر، محقق، ادیب اور کبار مجتہدین میں شمار ہوتے ہیں۔ ابن کمال پاشا انہیں "مجتهد فی الکمال" میں شمار کرتے ہیں آپ کی تالیفات کی ایک طویل فہرست ہے۔ آپ کی تاریخ ولادت 511ھ اور وصال 593ھ ہے۔

امام وخطیب امام ابومنصور ماتریدی کے ہمراہ صاحب "ھدایہ شریف" کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ پھر اس سے ملحقہ قبور پر فاتحہ پڑھی۔

کمپلیکس امام ابومنصور ماتریدی کے ساتھ ہی قبرستان "چوکردیزہ" ہے جس میں بڑے بڑے اعیان اور علماء ومشائخ جیسے امام ابو لیث السمرقندی کے مزارات مبارکہ تھے لیکن سویت یونین دور میں ظاہری طور پر ان قبرستانوں کے نام و نشان مٹا دیئے گئے۔

سمرقند کے اس علاقہ میں ایک اور مشہور قبرستان ہے۔ جسے "قبرستان محمدی" کے نام سے یاد کرتے ہیں، اس قبرستان میں اپنے وقت کے 400 نامور محدثین ومفسرین آسودہ خاک ہیں، سرکار دو عالم ﷺ کے اسم مبارک "محمد ﷺ" کے نام پر ہر محدثِ ومفسر کا نام بھی "محمد" تھا۔ اس قبرستان مبارکہ میں دفن ہونے کے لئے دو شرائط رکھی گئی تھیں، پہلی شرط یہ کہ وہ اپنے وقت کا معروف محدث ومفسر ہو اور دوسری شرط کہ اُس کا نام بھی "محمد ﷺ" ہو۔

امام برھان الدین المرغینانی اور دوسرے مزارات مبارکہ پر حاضری کے بعد امام وخطیب صاحب کے صاحبزادے نے نہایت خوبصورت آواز وانداز میں قرآن پاک کی تلاوت کی، دُعا کے بعد تمام احباب کا شکریہ ادا کیا امام وخطیب صاحب خود کمپلیکس کے مرکزی دروازہ تک الوداع کرنے آئے اور پھر ہم گاڑی میں سوار ہو کر گورِ امیر تیمور روانہ ہوئے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ امیر تیمور کمپلیکس کے بارے میں روداد شروع کرنے سے پہلے امیر تیمور کے احوال پر ایک طائرانہ نگاہ ڈال لی جائے۔

سفرنامہ زیارات ازبکستان

أمیر تیمور

مشہور فاتح امیر تیمور، تیموری سلطنت کا بانی اور تاریخ عالم کا ایک عظیم جنگجو حکمران تھا تیمور کی ولادت شہر "سبز" 9 اپریل 1336ء میں ہوئی۔ تیمور کے استاد کا نام علی بیگ تھا کہا جاتا ہے کہ استاد علی بیگ اپنے طالب علموں کو سبق یاد کرانے کے لئے سختی کیا کرتے تھے لیکن انہوں نے کبھی بھی تیمور پر سختی نہ کی کیونکہ وہ ہمیشہ اپنا سبق یاد کر لیتا تھا ایک دن استاد علی بیگ نے امیر تیمور کے والد کو بلا کر کہا کہ "اس بچے کی قدر جانو، یہ نہ صرف ذہین اور دوسرے بچوں سے بہت آگے ہے بلکہ اس میں ناقابل یقین غیر معمولی صلاحیتیں ہیں" امیر تیمور دس سال کی عمر میں قرآن پاک کا حافظ بن چکا تھا۔

تیمور ایک قبیلے "برلاس" سے تعلق رکھتا تھا جس کا چنگیز خان کے خاندان سے قریبی تعلق تھا 32 سال کی عمر میں اپنے قبیلے کا سردار بنا اور پھر اُس کی عظمت اور فتوحات کا آغاز ہوا۔ 9 اپریل 1370ء بمقام بلخ اُس کے تخت نشینی کی تاجپوشی ہوئی۔ تخت نشین ہونے کے بعد اُس نے "صاحبِ قرآن" کا لقب اختیار کیا۔ علم نجوم کی رو سے "صاحبِ قرآن" وہ شخص کہلاتا ہے، جس کی پیدائش کے وقت زہرہ اور مشتری یا زحل اور مشتری ایک ہی برج میں ہوں۔ ایسا شخص اقبال مند، بہادر اور جری سمجھا جاتا ہے۔ عہد تیمور میں وسط ایشیاء کی بدامنی کا خاتمہ ہوا اور پھر اس علاقہ کی مادی ترقی اور فروغ علمی کا آغاز ہوا۔

امیر تیمور نے اپنے دورِ حکومت میں تقریباً 42 ممالک فتح کیے اس لحاظ سے اُس کا دنیا کے چند نادر فاتحین میں شمار ہوتا ہے جنہوں نے اتنی یا اس سے زیادہ فتوحات کیں۔ امیر تیمور کی ایک خاص بات یہ بھی تھی کہ وہ ایک وقت میں اپنے دونوں ہاتھوں

سے کام لے سکتا تھا وہ ایک ہاتھ میں تلوار اٹھاتا تھا اور دوسرے ہاتھ میں کلہاڑا۔

تخت نشین ہونے کے بعد تیمور نے اُن تمام علاقوں اور ملکوں پر قبضہ کرنا اپنا مقصد قرار دے دیا جن پر چنگیز خان کی اولاد حکومت کرتی تھی اس غرض سے اس نے فتوحات اور لشکر کشی کے ایسے سلسلے کا آغاز کیا جو اُس کے وصال تک جاری رہا۔ امیر تیمور کے ابتدائی چند سال تو چغتائی سلطنت کے باقی ماندہ حصوں پر قبضہ کرنے میں صرف ہو گئے پھر 776ھ میں کاشغر اور 781ھ میں خوارزم پر قابض ہو گیا اس کے بعد امیر تیمور نے خراسان کا رخ کیا۔ 783ھ ھرات کے خاندان ''کرت'' کو اطاعت پر مجبور کیا اگلے سال نیشاپور اور اُس کے نواح، اور 785ھ میں قندھار اور سیتان پر قبضہ کر لیا۔

امیر تیمور نے 1386ء ایران کی مہم کے دوران ماژندران اور آذربیجان تک پورے شمالی ایران پر قبضہ کر لیا، 1392ء میں اُس نے ہمدان، اصفہان اور شیراز کو فتح کیا، آل مظفر کی حکومت کا خاتمہ کیا، اس طرح وہ پورے ایران اور عراق پر قابض ہو گیا۔ 1398ء میں تیمور ہندوستان کو فتح کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا، ملتان اور دیپالپور سے ہوتا ہوا دسمبر 1398ء میں دہلی پہنچا۔ دہلی فتح کرنے کے بعد وہ میرٹھ گیا۔ 1399ء میں حلب، حماہ اور بعلبک کو فتح کرتا ہوا دمشق پہنچا۔

اُمیر تیمور نے چین پر حملے کی تیاریاں شروع کر دیں چین ایک زمانے میں چنگیز خان کی اولاد کے قبضے میں رہ چکا تھا اس لئے تیمور اس پر بھی اپنا حق سمجھتا تھا۔

گو کہ امیر تیمور کی پیدائش شہر سبز میں ہوئی تھی لیکن سمرقند پر تسلط کے بعد اُسے نے سمرقند کو اپنا دار الخلافہ بنایا۔ حالانکہ خوبصورتی کے لحاظ سے دونوں شہر بے مثال

ہیں۔ شہر سمرقند پر جب امیر تیمور کا تسلط ہوا تو وہاں سوائے کچی اینٹوں اور لکڑی کے مکانوں کے علاوہ اور کچھ نہ تھا مگر یہ شہر تیمور کے ہاتھوں میں آنے کے بعد ایشیاء کا روم بنا گیا۔ وہ ہر مفتوحہ علاقہ سے صناعوں، کاریگروں، فنکاروں، عالموں اور ادیبوں کو پکڑ پکڑ کر سمرقند لایا اور اپنے دار الحکومت کو نہ صرف شاندار عمارتوں کا شہر بنا دیا بلکہ علم و ادب کا عالمی مرکز بھی بنا دیا جس سے تیموری دور کو تاریخ میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔

امیر تیمور کے سمرقند پر تسلط سے پہلے سمرقند کی عمارتیں خاکی رنگ کی ہوتی تھیں لیکن امیر تیمور نے اس کے در و دیوار، برج اور گنبد فیروزی رنگ کے کروا دیئے اور اس رنگ کی نسبت سے سمرقند کو ''نیلا شہر'' کہا جانے لگا۔

چین کی مہم کے لئے امیر تیمور ''سیر دریا'' کو پار کر کے جو منجمد ہو چکا تھا جب وہ اس میں اترا تو اس کی طبیعت خراب ہو گئی۔ اور اس مقام پر 18 فروری 1405ء کو اُس کا انتقال ہو گیا۔ اُس کی میت کو واپس لا کر سمرقند دفنا دیا گیا۔

امیر تیمور دونوں ہاتھوں سے تلوار چلانے والا سخت جان جنگجو شخص تھا۔ لڑائیوں میں زخم کھانے کی وجہ سے تیمور کا دایاں ہاتھ شل ہو گیا تھا اور دائیں پاؤں میں لنگ تھا اس لئے مخالفین اُسے تیمور لنگ کہتے ہیں۔ سائبریا کے برفانی علاقوں سے خراسان کے گرم مرطوب ریگ زاروں تک اُس نے فتح کے جھنڈے گاڑ کر اپنی وسیع و عریض سلطنت قائم کی، فتوحات کی وسعت کے لحاظ سے اُمیر تیمور کا شمار سکندر اعظم اور چنگیز خان کے ساتھ دنیا کے تین سب سے بڑے فاتح سپہ سالاروں میں ہوتا ہے۔

اُمیر تیمور کے سیاسی، حکومتی اور فتوحات کے علاوہ اُس کے ایک مذہبی اور

روحانی پہلو پر بھی ایک طائرانہ نظر ڈالنی ضروری ہے۔امیر تیمور حافظ قرآن ہونے کے علاوہ عربی اور فارسی زبانوں پر مکمل عبور رکھتا تھا۔

امیر تیمور کو اہل بیت سے محبت کا صلہ

امام بلخی نے "ینا بیع المودۃ" میں تحریر کیا ہے کہ امیر تیمور کی وفات کے بعد قرأ حضرات اُس کی قبر پر تلاوت کیا کرتے تھے ایک قاری صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب میں قراء حضرات کی جماعت کے ساتھ اُس کی قبر پر آتا تو قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتا اور جب اکیلا قبر پر آتا تو سورۃ الحاقۃ کی آیت نمبر 30 اور 31 کی تلاوت کرتا۔ (ترجمہ، پکڑلو اُس کو اور اُس کی گردن میں طوق ڈال دو پھر اُسے دوزخ میں جھونک دو) یہ آیات میں اکثر تلاوت کیا کرتا ایک رات جب میں سویا ہوا تھا تو مجھے خواب میں سرکار مدینہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا میں نے دیکھا کہ سرکار دو عالم ﷺ تشریف فرما ہیں اور آپ ﷺ کے پہلو میں امیر تیمور بھی بیٹھے ہوئے ہیں قاری صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں ہی اُسے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ تو یہاں تک پہنچ گیا ہے میں نے سوچا کہ اُس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو رسول اللہ ﷺ سے دُور کر دوں جس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ

دعه فانه كان يحب ذريتي

"اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ میری اولاد سے محبت کرتا تھا۔"

قاری صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں خوف سے بیدار ہوا اور امیر تیمور کی قبر پر جو خلوت میں پڑھا کرتا تھا اس کو ترک کر دیا۔

یکایک ہل گئی خاکِ سمرقند
اُٹھا تیمور کی تربت سے اِک نور

سفرنامہ زیارات ازبکستان

عربی کتاب "صواعق محرقة" میں الزین عبدالرحمٰن البغدادی الخلال سے روایت ہے کہ امیر تیمور کے کچھ وزراء نے اُنہیں بتایا کہ ایک مرتبہ امیر تیمور سخت بیمار ہوا چند دن شدت اضطراب میں گزارنے کے بعد اُس کا چہرہ سیاہ ہوگیا لیکن کچھ عرصہ بعد خود بخود اس کا چہرہ ٹھیک ہوگیا اس کی وجہ جب امیر تیمور سے پوچھی گئی تو اُس نے بتایا کہ عذاب کے فرشتے میرے پاس آئے اور اسی دوران رسول اللہ ﷺ بھی میرے پاس تشریف لے آئے اور ان سے کہا کہ اس سے دور ہو جاؤ کیونکہ یہ شخص میری اولاد سے محبت کرنے والا اور اُن سے احسان کرنے والا ہے۔

شفق آمیزی تھی اُس کی سفیدی
صدا آئی کہ میں ہوں رُوحِ تیمور

مذکورہ بالا دونوں تحریریں علامہ نورالدین السمھودی رحمۃ اللہ علیہ (وصال 911ھ) کی کتاب "جواهر العقدين" میں موجود ہیں۔

اُمیر تیمور اور اس کی اولاد مشائخ نقشبندیہ کی معتقد رہی اور یوں ان مشائخ کے لئے ترویج طریقت اور خدمتِ خلق کے کاموں میں سہولت پیدا ہوئی۔ اولیاءاللہ کے ساتھ امیر تیمور کی عقیدت کا اظہار اس سے بھی ہوتا ہے کہ اُس نے 1398ء میں "سیر دریا" کے کنارے حضرت اُحمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک اور مسجد تعمیر کروانے کے علاوہ کئی مشائخ واولیا اکرام کے مزارات کی دوبارہ تعمیر کروائی اور کئی مساجد اب تک امیر تیمور کی یاد دلاتی ہیں۔

مقبرہ اُمیر تیمور میں داخلے کے لئے ٹکٹ لینا ضروری ہے گائیڈ نے ٹکٹ حاصل کئے اور سب سے پہلے پتھر کے ایک تخت کو دیکھا جس کے بارے میں ہمیں بتایا گیا کہ اُمیر تیمور دوران حکومت اس تخت پر بیٹھا کرتا تھا۔

امیر تیمور کمپلیکس

شہر سمرقند کے ایک سرے پر امیر تیمور کے محبوب پوتے محمد سلطان نے ایک خانقاہ اور ایک مدرسے کی تعمیرات شروع کروایں لیکن اچانک اس کی وفات ہوگی۔ امیر تیمور، محمد سلطان کی وفات سے بہت پریشان ہوا مذکورہ بالا عمارتوں کی تعمیر روک کر فوری طور محمد سلطان کے مقبرے کی تعمیر شروع کروادی اور ابھی مقبرے کی تعمیر مکمل نہ ہوئی تھی کہ امیر تیمور نے بھی اس دُنیا کو الوداع کہا اور اُسے بھی اس مقبرے میں لا کر دفن کیا گیا اس مقبرے کی تعمیر امیر تیمور کے ایک دوسرے پوتے الغ بیگ کے ہاتھوں مکمل ہوئی اور اب یہ مقبرہ "گورِ امیر تیمور" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

امیر تیمور نے اپنے آبائی شہر "سبز" میں اپنے لئے ایک مقبرہ تعمیر کروایا تھا لیکن اس میں خود دفن ہونے کی بجائے شہر سمرقند میں دفن ہوا شاہد اسے ہی مٹی کی کشش کہتے ہیں۔ شہر سبز کے مقبرہ میں امیر تیمور کے دو بیٹے دفن ہوئے۔

مقبرہ امیر تیمور میں اُس کے روحانی استاد میر سعید برکتہ بھی دفن ہیں اور قبور کی ترتیب اس طرح سے ہے کہ میر سعید برکتہ کے قدموں میں امیر تیمور کا سر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ امیر تیمور کی اہل اللہ کے ساتھ اسی محبت وعقیدت کی وجہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُسے دنیا کا عظیم فاتح بنایا اور اُس کے مقبرہ کے دروازے پر "امیرِ عالم" کا خطاب لکھا ہوا ہے اور یہ عین ممکن ہے کہ یہی عقیدت اُس کے لئے آخرت میں مغفرت کا سبب بن جائے۔

مقبرہ امیر تیمور ازبکستان کے بیش قیمتی تاریخی آثار میں ایک ، اور امیر تیمور سے پیوستگی رکھنے کی وجہ سے سمرقند کے معماری گنجینے کی سب سے معروف یاد

گار ہے۔ اس عمارت کا فیروزی رنگ والا گنبد اور اندرونی حصہ ایرانی کاشی طرز تعمیر سے مزین ہے۔

امیر تیمور کمپلیکس میں داخل ہوئے سب سے پہلے اس مقبرہ میں جملہ مدفونین کے لئے فاتحہ پڑھا، دعائے بخشش ومغفرت کی، پھر حضرت میر سعید برکتہ کے مزار مبارک پر ایک چادر کا نذرانہ پیش کیا۔ امیر تیمور کی اہل بیت نبوی ﷺ سے محبت کے باعث اس کے مقبرے پر بھی سبز چادر کا نذرانہ پیش کیا۔

امیر تیمور کے دفن کے بعد یہ مقبرہ ایک خاندانی مقبرے کی شکل اختیار کر گیا جس میں تیموری سلسلے کے اکثر سلاطین مدفون ہیں۔ امیر تیمور کے دو بیٹے تو شہر سبز کے مقبرے میں مدفون ہیں اور دو بیٹے شاہ رخ اور میران شاہ امیر تیمور کے پہلو میں دفن ہیں اور پوتے الغ بیگ کی قبر بھی اسی فیروزی گنبد کے نیچے ہے۔

اس مقبرہ میں کئی قبور ہیں اور اُن کے نام اور بقیہ تفصیل ایک بورڈ پر موجود ہے دُعا کے بعد باہر آئے اور قریب ہی واقع مقبرہ روح آباد روانہ ہوئے۔

مقبرہ روح آباد

گائیڈ نے ہمیں بتایا کہ اس مقبرہ میں امیر تیمور کے دادا مرشد و عظیم روحانی شخصیت حضرت شیخ برھان الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔ آپ کا وصال تو چین میں ہوا تھا لیکن آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو وہاں سے منتقل کر کے سمرقند کے اس مقام پر دفن کیا گیا۔ ایک روایت کے مطابق اس مقبرہ کے گنبد میں سرکارِ دو عالم ﷺ کے سات موئے مبارک ایک صندوق میں رکھے ہوئے ہیں۔ اس مقام مقدس و مبارک پر حاضری کا شرف حاصل کیا ختم شریف پڑھا اور دعا کے بعد گاڑی میں سوار ہو کر ریگستان اسکوائر کی طرف چل پڑے۔

ریگستان اسکوائر

سمرقند کے عین وسط میں ایک تاریخی جگہ ''ریگستان چوک یا ریگستان اسکوائر'' کے نام سے مشہور ہے اس میں تین مدارس کی عالی شان، بلند و بالا اور حسین و

جمیل عمارتیں موجود ہیں جنہیں دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے۔

''الغ بیگ'' مدرسہ: 15ویں صدی میں امیر تیمور کے پوتے مرزا الغ بیگ نے یہ مدرسہ قائم کیا وہ اس مدرسے میں خود استاد کے طور پر خدمات سرانجام دیا کرتا تھا اور اپنے زمانے کا مانا ہوا ریاضی دان، فلسفی اور ماہر علم نجوم تھا۔ اسی مدرسہ کے ایک حصہ میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ بھی کئی سال تک مقیم رہے۔ ہمیں تو یہاں اب کوئی تعلیم و تدریس کا سلسلہ نظر نہیں آیا شاید اب یہ عمارت تاریخی مقام میں شمار ہوتی ہے۔

''شیر دور'' مدرسہ: ریگستان اسکوائر کا یہ دوسرا مدرسہ ہے جو ''الغ بیگ'' مدرسہ کے بالمقابل واقع ہے۔ مدرسہ الغ بیگ اور مدرسہ شیر دور کی تعمیر میں 200 سال کا فرق ہے لیکن بعد میں تعمیر ہونے والے مدرسے ''شیر دور'' کا سائز بڑا ہے۔ حاکم سمرقند ''دوش بہادر'' نے یہ مدرسہ تعمیر کروایا تھا کیونکہ الغ بیگ مدرسہ میں طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر یہ ایک اچھا اقدام تھا۔ اس کے اونچے منقش دروازوں، محرابوں اور ستونوں والے مدرسہ کے دروازے پر شیروں کے مجسمے بنے ہوئے ہیں جو ہرنوں کا تعاقب کر رہے ہیں اس لئے اس مدرسے کا نام ''شیر دور'' مدرسہ پڑ گیا۔

''طلا کاری'' مدرسہ: ریگستان چوک کی تیسری طرف تیسرا مدرسہ ''طلا کاری'' کے نام سے مشہور ہے جو 17وی صدی میں تعمیر ہوا۔ اس مدرسہ کے درمیان نیلے گنبد والی ایک خوبصورت مسجد ہے جس کے محراب میں سونے سے پچ کاری کی گئی ہے اس وجہ سے اس کا نام طلا کاری مدرسہ پڑ گیا۔ اس مدرسہ کی تعمیر 1646 میں

حاکم سمرقند کے حکم سے شروع ہوئی اور سال 1660ء میں مکمل ہوئی۔

شیر دور مدرسہ کے باہر صحن میں ایک درخت کے نیچے ایک قبر بھی ہے جس کے بارے میں ہمیں بتایا گیا کہ یہ ایک قصاب کی قبر ہے جو ان مدارس کو مفت گوشت فراہم کیا کرتا تھا۔

ان تینوں مدارس کو دیکھنے کے بعد سلف صالحین کے دور کا ایک خیالی نقشہ ذہن میں گھوم گیا کہ یہ وہ مدارس تھے کہ جہاں سے بڑے بڑے علماء وفضلاء فارغ ہو کر اپنے علوم وفنون کو آگے پھیلاتے تھے اور اُس دور میں ان مدارس کی کیا شان ہوگی کہ جب عالم اسلام سے طلاب اپنے علم کی پیاس بجھانے کے لئے ان مقامات پر آیا کرتے تھے۔ اب اُن تمام پر رونق مقامات کو سناٹے اور ویرانی میں دیکھ کر انتہائی دکھ ہوا غالباً اب یہ سارے مقامات سرکاری تقاریب یا بطور عجائب گھر استعمال ہوتے ہونگے کیونکہ ان تمام مقامات میں داخلے کے لئے ٹکٹ لینے پڑتے ہیں۔ بہرحال ان

مدارس کو دیکھنے اور مدرسہ طلاکاری کی مسجد میں نماز ادا کرنے کے بعد باہر نکلے اور مسجد بی بی خانم روانہ ہوئے۔

مسجد بی بی خانم

مسجد بی بی خانم، ازبکستان کی مشہور ومعروف اور تاریخی مسجد ہے جو 14 ویں صدی کے عظیم فاتح امیر تیمور نے اپنی اہلیہ کے نام سے موسوم کی تھی۔ تیمور نے 1399ء ہندوستان کی فتح کے بعد اپنے نئے دارالحکومت "سمرقند" میں ایک مسجد کی تعمیر کا منصوبہ بنایا اس مسجد کا گنبد 40 میٹر اور داخلی راستہ 35 میٹر بلند ہے جبکہ ایک دوسری روایت کے مطابق بی بی خانم مسجد امیر تیمور کی بیویوں میں ایک بیوی نے اس وقت تعمیر کروائی تھی جب وہ جنگ پر نکلے ہوئے تھے۔ یہ مسجد 19 ویں صدی میں شدید زلزلے کے باعث تباہ ہوگئی تھی۔ سال 1974ء میں اس کی تعمیر نو کا آغاز ہوا اور موجودہ عمارت نئی تعمیر شدہ ہے جو قابل دید ہے۔

مسجد بی بی خانم کے باہر ایک مقام پر پتھر سے بنی رحیل موجود ہے جس پر

سابقہ دور میں حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قرآن پاک برائے زیارت رکھا جاتا تھا۔ اسی مسجد میں بی بی خانم کا بھی مقبرہ ہے۔اس بی بی کی بخشش ومغفرت کے لئے دعا کی۔

مسجد سیدنا خضر علیہ السلام

مسجد بی بی خانم کی زیارت کے بعد مسجد سیدنا خضر میں پہنچے جوایک اونچے پہاڑ کی چوٹی پرواقع ہےاور سمرقند کی قدیم ترین مذہبی عمارات میں اس مسجد کا شمار ہوتا ہے 8ویں صدی عیسوی میں اس مسجد کی تعمیر ہوئی۔اس مسجد کی زیارت کا شرف حاصل کیااور نماز ظہر ادا کی ،دعا کے ساتھ زیارات سمرقند اپنے اختتام کو پہنچااور ہم گاڑی میں سوار ہوکر واپس ہوٹل پہنچے۔

"شیر دور" ہوٹل پہنچے کے بعد کچھ آرام کیا،شبیر صاحب سے فون کر کے بخارا شریف کی معلومات لیں گائیڈ کو کچھ رقم لوکل کرنسی میں تبدیل کروانے کے لئے دی۔نماز عصر ادا کی۔ ہوٹل کے لان میں بیٹھ کر سمرقندی چائے سے لطف اندوز ہوئے۔ بخارا شریف کی زیارات کے پروگرام کا جائزہ لیا اسی دوران نماز مغرب کا وقت ہوگیا ہوٹل میں نماز ادا کی اور باہر آ کر کچھ دیر گھومنے کے بعد ایک اچھے ریسٹورنٹ میں رات کا کھانا کھایا،کھانے کے بعد چہل قدمی کرتے ہوئے واپس ہوٹل پہنچے،نماز عشاءادا کی اوراپنے اپنے کمروں کی طرف روانہ ہوگئے۔

آج شہر بخارا شریف کی طرف روانگی ہے شہر سمرقند میں آخری اعزازی ناشتہ ہوٹل میں کرنے کے بعد بازار سے کچھ ضروری اشیاء خریدیں اور سامان اٹھا کر ڈرائیور کے ہمراہ سمرقند ریلوے اسٹیشن روانہ ہوئے ،ٹرین ایک بجے روانہ ہوئی اور ٹھیک 3 گھنٹے بعد سہ پہر 4 بجے بخارا شریف کے ریلوے اسٹیشن پر پہنچ گئی۔

سفرنامہ زیارات ازبکستان

بخارا شریف گو کہ چھوٹا سا اسٹیشن ہے مگر صاف ستھرا اور پُرکیف منظر پیش کرتا ہے ٹرین سے باہر آئے تو پہلے سے ایک صاحب ہمارے انتظار میں موجود تھے ان کے ہمراہ گاڑی میں سوار ہو کر قدیم شہر بخارا روانہ ہوئے چھوٹا سا مختصر شہر ہے ڈرائیور نے ہمیں ایک ہوٹل "لبِ حوض" کے باہر اُتارا۔سامان اُٹھایا ہوٹل پہنچے، کمرے پہلے سے بک تھے کمروں کو روانہ ہوئے نماز ظہر ادا کی ،اور کچھ دیر آرام کیا۔

نماز عصر کی ادائیگی کے بعد ہوٹل سے نکلے اور پیدل چلتے ہوئے حوض کے کنارے بیٹھ کر بخاری چائے کا لطف اٹھایا۔قریب ہی واقع "نادر دیوان بیگی مدرسے" روانہ ہوئے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ درس وتدریس کا سلسلہ ختم ہے اوراب یہاں ہر روز شام کو لوکل ثقافتی شو منعقد ہوتا ہے اور ساتھ رات کا کھانا پیش کیا جاتا ہے جس میں داخلے کے لئے مقررہ فیس ادا کرنی پڑتی ہے لہٰذا مدرسہ کو باہر سے ہی دیکھنے پر اکتفا کیا۔

بخارا شہر کی ایک قدیم وتاریخی مسجد Oy Binok میں داخل ہوئے مسجد کے امام وخطیب اوراُن کے ہمراہ کچھ لوگ داخل ہوئے سلام کے بعد تعارف اور گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا اور قافلہ کے ایک ممبر غلام مرتضٰی صاحب کے لئے اذان دینے کی اجازت طلب جس پر انہوں نے خوش آمدید کہا۔غلام مرتضٰی نے اذان دی اور مغرب کی جماعت کروانے کی سعادت اس بندہ ناچیز کو حاصل ہوئی۔شہر بخارا میں پہلا دن اور اس عظیم تاریخی وروحانی شہر کی ایک مسجد میں بندہ ہذا کو جماعت کروانے کا شرف حاصل ہوا اس شرف پر بندہ شکرِ خداوندی کے ساتھ اپنی قسمت پر بھی ناز کررہا تھا۔

بخاراشریف

کتاب "اخبارِ بخارا" حضرت ابوبکر محمد بن جعفر (وصال 348ھ) سال 337ھ کی تصنیف لطیف ہے اس میں آپ فرماتے ہیں کہ مشہور تابعی حضرت وھب بن منبہ الیمانی الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ (وصال 115ھ) فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے سیر وسیاحت کی اجازت مانگی وہ سیر کرتے ہوئے جیجون نہر کو عبور کرتے ہوئے بخارا پہنچے۔ اہل بخارا نے اُن کی مہمان نوازی کا حق ادا کردیا پس انہوں نے اہل بخارا کے لئے تین دعائیں فرمائیں۔

اللھم بارک لھم فی نسلھم وانصرھم علی عدوھم وباعدالفتنہ عنھم

اے اللہ (1) ان کی (اہل بخارا) نسل میں برکت عطا فرما (2) دشمنوں کے مقابلے میں ان کی مدد فرما (3) ان سے فتنوں کو دور کردے۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام جب شہر بخارا تشریف لائے تو اہل بخارا نے اُن کی خوب خدمت کی جس کے نتیجے میں حضرت ایوب علیہ السلام نے اہل بخارا کے لئے دعائے خیر وبرکت فرمائی۔

شہر بخارا ملک ازبکستان کا 5 واں سب سے بڑا شہر اور صوبہ بخارا کا صدر مقام ہے شہر سمرقند، حکومت اور سلطنت کے میدان میں اور بخارا علم ودین کے میدان میں عظیم تاریخ کے حامل ہیں۔ بخارا وسطی ایشیاء کا ایک قدیم شہر، اس نام کی وجہ سے اس کو قبروں کا شہر بھی کہتے ہیں۔

بخارا عالم اسلام اور بالخصوص وسطی ایشیاء میں اسلامی تہذیب وتمدن کا عظیم الشان گہوارہ ہے۔ شہر بخارا محض چند صدیاں پرانا نہیں یہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے

بھی 330 سال پرانا ہے۔ 8 ویں تک یہ شہر زرتشت مذہب والوں کا اہم مرکز تھا۔ محمد بن قاسم جب بحیرۂ عرب پار کر کے سندھ میں داخل ہوا عین اُسی وقت ایک عرب جرنیل **قتیبہ بن مسلم**، آمو دریا، پار کر کے وسط ایشیاء میں داخل ہوئے اور 2 برس کے اندر بخارا اور سمرقند کو فتح کرتے ہوئے مشرق میں کاشغر تک پہنچ گئے یہ اس علاقے کی فوجی فتح تھی ورنہ دین اسلام تو بہت پہلے، حضرت **قثم** بن عباس رضی اللہ عنہما، اور حضرت سعید بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے یہاں پہنچ چکا تھا۔

نویں صدی ہجری میں بخارا سامانی سلطنت کا دارالحکومت تھا جس کی سرحدیں افغانستان میں ھرات تک اور ایران میں اصفہان تک پھیلی ہوئی تھیں اس وقت بخارا کی آبادی 3 لاکھ تھی اور اس شہر میں 250 دینی مدرسے تھے جہاں یمن اور اندلس جیسے دور دراز مقامات سے بھی طلاب آیا کرتے تھے بخارا اس وقت فقط دینی مرکز ہی نہیں تھا بلکہ سائنس اور دوسرے علوم کا مرکز بھی تھا۔ سامانی حکمران کے کتب خانے میں 45 ہزار کتابیں تھیں اس زمانے میں بخارا، بغداد کے ہم پلہ مانا جاتا تھا۔

سامانیوں کے دور عروج میں یہ شہر اسلامی دنیا میں علم وادب کے مرکز کے طور پر جانا جاتا تھا یہ شہر 1220 عیسوی میں چنگیز خان کی تباہ کاریوں کا نشانہ بنا جس کے بعد یہ "چغتائی سلطنت"، "تیموری سلطنت" اور "خان بخارا" کی حکومت میں شامل ہوا۔

بخارا شریف کی مسجد Oy Binok میں نماز کی ادائیگی کے بعد جب باہر نکلے تو ایک چھوٹا سا بخاری ریسورنٹ نظر آیا جس میں بخاری سیخ کباب تیار ہو رہے تھے رات کے کھانے کا بھی وقت ہو چکا تھا لہٰذا اس ریسٹورنٹ میں جا بیٹھے اور بخاری سیخ کباب سے لطف اندوز ہونے کے بعد بخاری قہوہ پیا اور چہل قدمی کرتے ہوئے

واپس ہوٹل پہنچے۔اگلے دن کا پروگرام طے کیا اور اپنے اپنے کمروں میں جا کر سو گئے۔

قدیم شہر "بخارا" میں داخلے کے لئے 7 دروازے تھے جن میں سے ایک "راہِ حق" کے نام سے موسوم تھا اس دروازے کا یہ نام اس وجہ سے پڑا کہ اس کے قریب جلیل القدر امام حضرت ابو حفص (وصال 217ھ) مقیم تھے یہ شہر اپنے دور عروج میں عالم اسلام کے شہروں میں سے سب سے بڑا شہر تصور کیا جاتا تھا۔قدیم سیاحوں اور مورخین نے بخارا کے وسیع و عریض باغات اور اُن کے حسن کو دوبالا کرنے والے عمدہ پھل دار درختوں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

زرتشتیوں کے عہد میں بخارا تمام علوم کے مرکز کی حیثیت سے معروف تھا اس کو مقدس اور پاکیزہ بخارا کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔اسلامی دور میں اس کی حیثیت میں چار چاند لگ گئے۔دریائے "زرفشاں" پر واقع یہ شہر ایسے علماء اور اولیاء کے وجود سے منور تھا جن کی قبریں وہاں کے اہم مزارات مبارکہ کی حیثیت سے ممتاز رہیں گی ان میں مشہور و معروف حضرت امام ابو حفص بخاری ہیں جو امام ابو حنیفہ کے تلمیذ رشید امام محمد بن حسن الشیبانی کے شاگرد تھے اور جن کے سامنے حضرت امام بخاری نے بھی زانوئے تلمذ طے کیا تھا۔

آج بروز ہفتہ سے پاکیزہ و مقدس بخارا کی زیارات شروع کرنی ہیں نماز فجر کی ادائیگی کے بعد بخاری ناشتہ سے لطف اندوز ہونے کے بعد ہوٹل کے استقبالیہ میں پہنچے تو گائیڈ اور گاڑی کو اپنا منتظر پایا۔گائیڈ بخارا شریف کی زیارات مقدسہ سے خوب واقف تھی گاڑی میں سوار ہوئے اور ہفت خواجگان کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔

ہفت پیر یا ہفت خواجگان

حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی ؒ تک تمام مشائخ "سلسلہ نقشبندیہ" کے "حصہ ذہبیۃ" میں شمار ہوتے ہیں یعنی آپ ؓ تک سلسلے کا کوئی باقاعدہ نام اور الگ شناخت نہ تھی۔حضرت عبدالخالق غجدوانی ؓ سے یہ سلسلہ "سلسلۃ خواجگان" کہلانے لگا، بعد میں حضرت بہاؤ الدین نقشبند بخاری ؒ کی قد آور اور زوردار شخصیت نے اس سلسلہ کو "سلسلہ نقشبندیہ" کا نام دے دیا، اس سلسلہ میں سات نامور مشائخ کو آج بھی ہفت پیر یا ہفت خواجگان نقشبندیہ کہا جاتا ہے۔حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی ؓ ہفت خواجگان نقشبندیہ کے سرخیل ہیں۔

مذکورہ بالا جملہ ہفت خواجگان یا سات نامور مشائخ نقشبندیہ سرزمین بخارا میں ہی پیدا ہوئے اور بخارا کے اکناف و اطراف میں ہی ان بزرگان کے مزارات مبارکہ بنے جو قابل دید و لائق زیارت ہیں۔

الحمد للہ! ہم نے ان تمام مزارات مبارکہ پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔

سید امیر کُلال سوخاری ؒ

سب سے پہلے خواجہ بہاؤالدین نقشبند ؒ کے پیر و مرشد حضرت سید امیر کلال سوخاری ؒ کی بارگاہ میں حاضری ہوئی ایک وسیع خوبصورت کمپلیکس میں آپ کا مزار مبارک ہے۔مرکزی دروازے سے جب داخل ہوئے تو راستے کی دونوں جانب کثیر تعداد میں گلاب کے پودوں اور پھولوں کی خوشبو نے ہمارا استقبال کیا۔زائرین بہ پاس ادب باہر سے ہی آپ کی بارگاہ میں ہدیہ سلام پیش کر رہے تھے کافی تعداد میں ازبک خواتین و مرد تلاوت قرآن پاک میں مصروف نظر آئے۔

حضرت خواجہ سید شمس الدین اُمیر کلال سوخاری رحمۃ اللہ علیہ عالی نسب سادات میں سے ہیں۔ آپ کی ولادت سوخار نامی گاؤں میں سال 676ھ میں ہوئی طریقت میں آپ کا انتساب حضرت بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور آپ کے اجل خلفا میں سید اُمیر کلال سوخاری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کا پیشہ کوزہ گری تھی، فارسی زبان میں کوزہ گر کو "کُلال" کہتے ہیں لہٰذا آپ کلال ہی کے نام سے آسمان طریقت و معرفت پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔

حضرت سید اُمیر کلال رحمۃ اللہ علیہ فنافی الشیخ کی سچی و کامل تصویر تھے متواتر 8 سال تک بلا ناغہ سوموار شریف اور جمعہ المبارک کو نماز مغرب سوخار میں پڑھ کر سماس کو روانہ ہو جاتے اور عشاء کی نماز اپنے مرشد کریم کی اقتداء میں ادا کرتے اور پھر نماز فجر واپس سوخار میں آ کر ادا کرتے لیکن آپ کی زندگی میں کسی کو بھی آپ کے اس حال کی خبر تک نہ ہوئی۔

حضرت سید اُمیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے استغناء کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ اُمیر تیمور نے سمرقند سے ایک قاصد آپ کی خدمت میں بھیجا کہ اُس کی ولایت کو قدم مبارک سے مشرف فرمائیں تاکہ آپ کی برکات سے مرکزِ سلطنت مستفیض ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادے اُمیر عمر کو معذرت کے لئے بھیجا اور صاحبزادے سے کہا کہ اگر اُمیر تیمور تمہیں کوئی جاگیر یا انعام دیں تو مت قبول کرنا کیونکہ اگر تم نے قبول کر لیا تو تم اپنے جدامجد سرکار دو عالم ﷺ کے خلاف کرو گے۔ حضرت امیر عمر جب امیر تیمور کے پاس سمرقند پہنچے تو اُمیر تیمور نے آپ سے کہا کہ میں نے شہر بخارا آپ کو عطا کر دیا لیکن اُمیر عمر نے فرمایا کہ ہم یہ قبول نہیں کر سکتے کیونکہ ہمیں اس بات کی اجازت نہیں ہے۔

حضرت سید اُمیر کلال ایک مرتبہ اپنے اصحاب کے ہمراہ کسی سفر میں جا رہے تھے راستے میں ایک جنگل پڑا اور اچانک ایک شیر سامنے آ گیا، اصحاب خوف زدہ ہو گئے، سید اُمیر کلال آگے بڑھے اور شیر کو کان سے پکڑ کر ایک طرف کر دیا جب سب لوگ گزر گئے تو شیر نے مودبانہ انداز میں سر جھکایا اور چل دیا۔ بعد میں آپ نے فرمایا کہ جو شخص ظاہر و باطن میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتا ہے تو پھر سب چیزیں اُس سے ڈرتی ہیں۔

ایک روز سید اُمیر کلال اپنے اصحاب کے ہمراہ حضرت امام ابو حفص کبیر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں مناسک حج بیان فرما رہے تھے، ایک بے اعتقاد شخص کے دل میں خیال آیا کہ حضرت امیر نے کعبہ شریف تو دیکھا ہی نہیں تو پھر کس طرح یہ ان مقامات کی تفصیل بیان کر رہے ہیں۔ بیان کے اختتام پر حضرت سید امیر کلال باہر نکلے اور اُس شخص کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اے نادان! دیکھ! تجھے کیا دکھائی دیتا ہے اُس نے جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ کعبہ حضرت امیر کے سر مبارک پر طواف کر رہا ہے۔

حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ ایک روز جامع مسجد بخارا سے نماز ادا کر کے اپنے گھر کی طرف جا رہے تھے اتفاق سے راستہ میں فتح آباد اور کلا آباد کے درمیان امیر تیمور ایک فوجی دستہ کے ہمراہ خیمہ زن تھا آپ نے فوجی کیمپ دیکھ کر دریافت فرمایا کہ یہ کون ہے؟ جس پر آپ کو بتایا گیا کہ اُمیر تیمور سمرقند سے آیا ہے اتنے میں امیر تیمور کو بھی آپ کی موجودگی کی اطلاع ہو گی وہ فوراً خیمہ سے باہر آیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، اے مخدوم! میں آپ کی زبان سے کچھ سننا چاہتا ہوں! جس سے میرے دل کو تسکین ہو آپ نے جواباً فرمایا کہ فقیر کو جب تک حضرت

عزیزان کی روحانیت سے اشارہ نہ ملے گا اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا تم منتظر رہو۔

حضرت اُمیر کلال اپنے گھر پہنچے اور نماز عشاء کے بعد مراقبہ میں حضرت عزیزان کی روحانیت کی طرف متوجہ ہوئے کچھ دیر کے بعد اپنے ایک محرم درویش کو طلب کر کے فرمایا کہ اسی وقت اُمیر تیمور کے پاس جاؤ اور اُسے پیغام دو کہ مشائخ بخارا کی اَرواح طیبہ نے خوارزم کی مملکت تمہیں عطا کر دی ہے اس لئے فوراً وہاں پہنچ جاؤ اُمیر تیمور نے اس کی فوراً تعمیل کی اور خوارزم کو فتح کر لیا۔

حضرت خواجہ سید اُمیر کلال سوخاری جمعرات 8 جمادی الاول 772ھ اس دار فانی سے دارِ بقاء کی جانب روانہ ہوئے۔ آپ کی وصیت کے مطابق حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند اور حضرت مولانا عارف نے آپ کی جسد مبارک کو حوالہ خاک فرمایا۔

حضرت سید اُمیر کلال کے انتقال کے بعد مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے صوفیا کی ایک جماعت شہر بخارا وارد ہوئی اور قصبہ سوخار کا پوچھا، لوگوں کے پوچھنے پر انہوں

نے بتایا کہ وہ حضرت سید اُمیر کلال کی زیارت کے لئے آئے ہیں جس پر لوگوں نے بتایا کہ حضرت تو انتقال فرما گئے ہیں ان صوفیا نے خواہش ظاہر کی کہ اُن کی اولاد امجاد سے مل لیتے ہیں۔ لوگوں نے سوال کیا کہ حضرت اُمیر تو کبھی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ گئے ہی نہیں آپ انھیں کیسے جانتے ہیں؟ صوفیا بولے کہ حرمین شریفین میں اُن کے متعدد مرید موجود ہیں جن میں ہم بھی شامل ہیں ہم اُن کے ساتھ حج کرتے رہے اس سال جب اُن کو نہ دیکھا تو اُن کے جمال کی کشش ہمیں یہاں لے آئے مذکورہ جماعت صوفیا نے حضرت سید امیر کلال کے مزار مقدس پر حاضری دی اور ارادت مندوں کی طرح آنسو بہائے۔

حضرت خواجہ سید اُمیر کلال کے مزار مبارک کے متولی سے ہم نے گزارش کی کہ ہم پاکستان سے حضرت کے مزار مبارک کے لئے چادر کا ایک تحفہ لے کر آئے ہیں ہمیں اندر جا کر چادر کا نذرانہ پیش کرنے کی اجازت دیں حضرت خواجہ کی خصوصی توجہ کہ منتظم نے نہ صرف ہمیں اندر جانے کی اجازت دی بلکہ خود بھی ہمارے ساتھ اندر جا کر آپ کے مزار اقدس پر چادر کا نذرانہ پیش کیا۔ حضرت خواجہ کے مزار مبارک کو بوسہ دیا اور پھر باادب ہو کر آپ کی بارگاہ اقدس میں ختم شریف پڑھا، حضرت کی توجہات کے طالب ہوئے دعا کی اور منتظم صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انہیں درود و سلام کی چند کتب پیش کرتے ہوئے اجازت چاہی۔

حضرت سید امیر کلال کے مزار مبارک سے باہر نکلے تو ازبک لوگوں نے ہمیں روک کر اس خواہش کا اظہار کیا کہ ہم یادگار کے طور پر آپ لوگوں کے ہمراہ تصویریں بنانا چاہتے ہیں اُن کی اس خواہش کو پورا کیا، احاطہ مزار سے باہر آئے اور الوداعی سلام کرتے ہوئے گاڑی میں سوار ہو گئے۔

گائیڈ نے ہمیں بتایا کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری سے پہلے آپ کی والدہ ماجدہ کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کریں گے ہم نے جواب دیا کہ زہے نصیب، اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہو سکتی ہے کچھ ہی وقت میں ہم مائی صاحبہ کے مزار مبارک پر حاضر تھے جو ایک وسیع باغ کے اندر تھی اور ہر طرف پھول ہی پھول نظر آ رہے تھے آپ کی بارگاہ اقدس میں فاتحہ شریف پڑھا اور آپ کے وسیلہ سے دعائیں مانگنے کا شرف حاصل ہوا۔ ہم نے زیارات ازبکستان کے دوران دیکھا کہ ازبک مرد و خواتین کثرت سے مزارات مبارکہ پر حاضر ہوتے ہیں اس مقام مقدس پر بھی کافی تعداد میں زائرین موجود تھے، اپنے اپنے انداز میں دعائیں کر رہے تھے اور اپنی آرزوئیں اور درخواستیں مائی صاحبہ کی بارگاہ میں پیش کر رہے تھے ۔ ہم الوداعی سلام کرتے ہوئے گاڑی میں سوار ہو کر حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند کمپلیکس کی طرف روانہ ہوئے۔

حصۂ
رنگین تصاویر

1 زیاراتِ سمرقند (ازبکستان)
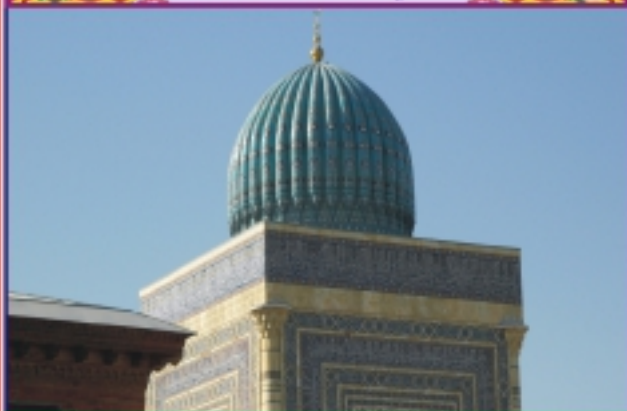
بیرونی منظر مزار مبارک حضرت امام بُخاری رحمۃ اللہ علیہ

2 زیاراتِ سمرقند (ازبکستان)

مزارِ پُر انوار حضرت امام بُخاری رحمۃ اللہ علیہ (تہہ خانہ میں)

3 زیاراتِ سمرقند (ازبکستان)

22 06 2011 18:18

مزار مبارک حضرت خواجہ عبید اللہ احرار سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ

4 زیاراتِ سمرقند (ازبکستان)

سرکارِ دو عالم ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک

5 زیارات سمرقند (ازبکستان)

23 06 2011 08 46

عزت مآب جناب محمد امین مفتیِ اعظم سمرقند چادر پوشی کے بعد دعا فرماتے ہوئے

6 زیارات سمرقند (ازبکستان)

مفتیِ اعظم سمرقند کی طرف سے افتخار احمد حافظ قادری کو ٹوپی کا نذرانہ پیش کیا گیا

7 زیاراتِ سمرقند (ازبکستان)

شاہ زندہ کے مزار مبارک کے مرکزی دروازہ پر مفتی اعظم سمرقند کے ہمراہ

8 زیاراتِ سمرقند (ازبکستان)

بیرونی منظر مزار مبارک امام اہلسنت حضرت ابو منصور ماتریدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

9

زیاراتِ سمرقند (ازبکستان)

23 06 2011 10:49

حضرت ابو منصور ماتریدی کے مزار مبارک پر امام وخطیب کے ہمراہ چادر کا نذرانہ

10

زیاراتِ سمرقند (ازبکستان)

مزار مبارک حضرت امام برہان الدین المرغانی مصنف کتاب الہدایہ

11 زیاراتِ سمرقند (ازبکستان)

امیر تیمور اور ان کی اولاد کے مقبرہ جات

12 زیاراتِ سمرقند (ازبکستان)

راجستان سکوائر میں الغ بیگ کے مدرسے کا بیرونی خوبصورت منظر

13 زیاراتِ سمرقند (ازبکستان)
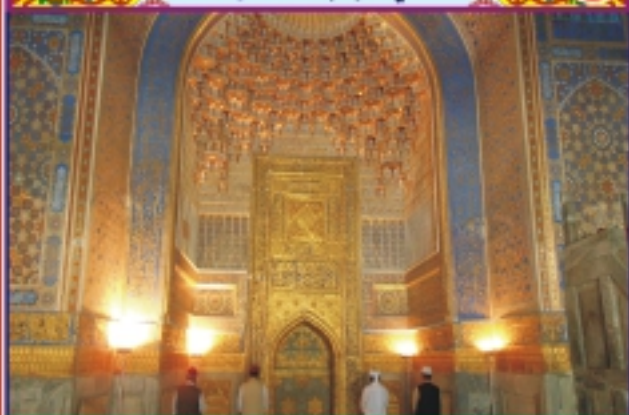
طلا کاری (سنہری) مسجد کا اندرونی منظر

14 زیاراتِ بخارا شریف (ازبکستان)
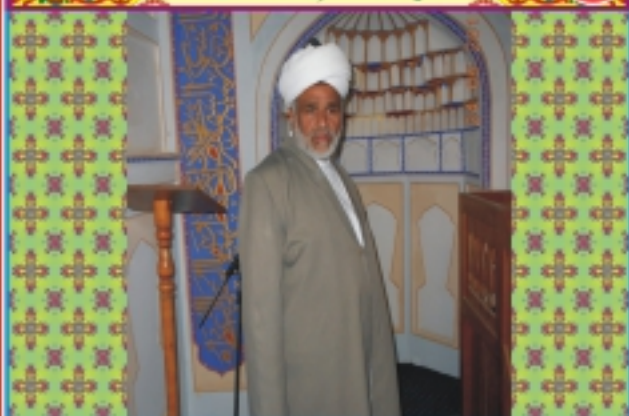
مسجد Oy Binok میں افتخار احمد حافظ قادری کو نماز مغرب کی امامت کا شرف حاصل ہوا

17 زیاراتِ بخارا شریف (ازبکستان)

25.06.2011 12:18

غجدوان میں مزارِ پُر انوار حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

18 زیاراتِ بخارا شریف (ازبکستان)

حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں چادر کا نذرانہ

19 زیاراتِ بخارا شریف (ازبکستان)

حضرت محمود انجیر فغنوی کے مزار مبارک پر امام و خطیب کے ہمراہ

20 زیاراتِ بخارا شریف (ازبکستان)

مزار مبارک حضرت خواجہ عزیزان رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

21 زیاراتِ بخارا شریف (ازبکستان)

مزار مبارک حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

22 زیاراتِ بخارا شریف (ازبکستان)

مزارِ پُر انوار حضرت ابو حفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ

23 زیاراتِ بخارا شریف (ازبکستان)

بیرونی منظر مسجد کلیان

24 زیاراتِ بخارا شریف (ازبکستان)

بیرونی منظر "مدرسہ میر عرب"

25 زیاراتِ بخارا شریف (ازبکستان)

بیرونی منظر "مسجد پیر دستگیر"

26 زیاراتِ بخارا شریف (ازبکستان)

مزارِ پُرانوار حضرت سیف الدین باخرزی خلیفہ حضرت نجم الدین کبریٰ

27 زیاراتِ بخارا شریف (ازبکستان)

26.06.2011 09:46

چشمہ حضرت ایوب علیہ السلام کا اندرونی منظر

28 زیاراتِ بخارا شریف (ازبکستان)

26.06.2011 09:58

حضرت امام بخاری کمپلیکس میں آپ کے مزار مبارک کی خاک پاک

29

زیاراتِ تاشقند (ازبکستان)

مزار مبارک حضرت زنگی عطا رحمۃ اللہ علیہ پر چادر کا نذرانہ

30

زیاراتِ تاشقند (ازبکستان)

27.06.2011 12:

سلسلہ سہروردیہ کے بزرگ حضرت زین الدین بوبو کا مزار مبارک

31

زیاراتِ تاشقند (ازبکستان)
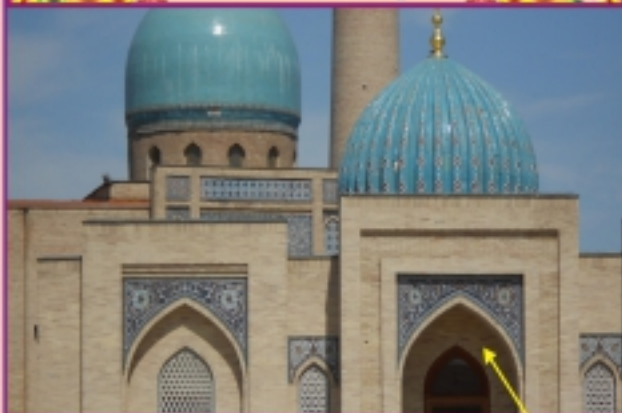
اس عمارت کے اندر مصحف حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ موجود ہے۔

32

زیاراتِ تاشقند (ازبکستان)

مزار مبارک حضرت ابوبکر کفّال شاشی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند امام طریقت اور اپنے وقت کے عظیم شیخ تھے آپ کی زور دار شخصیت، کمال باطنی اور روحانی تربیت کے منفرد انداز نے سلسلہ خواجگان کو آپ کے نام سے منسوب کر دیا اور پھر وہ سلسلہ نقشبندیہ کہلانے لگا۔ نقشبند کے لفظی معنی مصور کے ہیں اور اس سے مراد "علم الٰہی کی تصویر کھینچنے والا" اور صوفیانہ اصطلاح میں اپنے دل میں کمالِ حقیقی کا نقش رکھنے والا، "الشاہ" جو آپ کا لقب ہے اس سے مراد "رُوحانی رہبر" ہے۔

4 محرم 728ھ شہر بخارا سے تقریباً پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک مقام "کشک ہندوان" میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی یہ مقام بعد میں آپ کی نسبت سے "قصر عارفاں" کہلانے لگا۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی پیدائش کی پیشگوئی فرما دی تھی اور اپنی فرزندی میں قبول کرتے ہوئے اپنے خلیفہ اعظم حضرت سید اُمیر کلال کو آپ کی تربیت کی تاکید بھی کر دی تھی۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اوائل احوال میں ایک دفعہ 9 ماہ تک دروازہ فیض مجھ پر بند رہا جس کی وجہ سے میں کمزور اور بے چین ہو گیا میں نے چاہا کہ مخلوق کی خدمت و ملازمت میں مشغول ہو جاؤں اس حال میں میرا گزر ایک مسجد پر ہوا جس پر یہ شعر لکھا ہوا تھا۔

اے دوست بیا کہ ما ترائیم

بیگانہ مشو کہ آشنائیم !!!

(اے دوست! آ کہ ہم تیرے ہیں بیگانہ نہ بن، کہ ہم تجھ سے آشنا ہے)

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ شعر پڑھا تو مجھ پر رقت طاری ہو گئی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی عنایت سے مجھ پر دروازہ فیض کھل گیا۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ میں جذبات، غلبات اور بے قراری بہت بڑھ گئی تھی اور میں راتوں کو بخارا کے نواح میں مختلف مزارات پر حاضری دیا کرتا تھا، ایک رات اسی طرح حاضری دے رہا تھا جس مزار پر پہنچتا، دیکھتا کہ چراغ تیل سے بھرا ہوا ہے مگر ٹمٹما رہا ہے بتی کو ذرا اوپر اٹھانے کی ضرورت تھی تاکہ تیل سے باہر آ جائے اور پھر خوب روشن ہو جائے۔

ایک بار میں نے حضرت خواجہ محمد واسع رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی وہاں سے اشارہ ہوا کہ خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جاؤ جب وہاں پہنچا تو دو شخص آئے انہوں نے دو تلواریں میری کمر پر باندھ کر سوار کر کے اُس کی باگ خواجہ مزدآخن کے مزار کی جانب موڑ دی میں رات کے آخری حصے میں اُن کے مزار پر پہنچا وہاں بھی چراغ اور بتی کو اسی حالت میں پایا میں نے بتی کو اوپر سرکا دیا اور قبلہ رخ متوجہ ہو کر آنکھیں بند کر کے مراقب ہو گیا کچھ دیر بعد دیکھتا ہوں کہ جانب قبلہ دیوار شق ہوئی اور سامنے ایک تخت پر ایک بزرگ بیٹھے ہیں جن کے آگے سبز پردہ لٹکا ہوا ہے اس تخت کے گرد ایک جماعت بھی موجود ہے اس جماعت میں سے میں نے حضرت بابا سماسی کو پہچان لیا کیونکہ میں نے اُن کی زندگی میں اُن کو دیکھا تھا اس بات سے مجھے اندازہ ہو گیا کہ یہ گزرے ہوئے بزرگوں کی جماعت ہے دل میں خیال آیا کہ معلوم کرنا چاہیے کہ سبز پردہ کے پیچھے تخت پر کون بزرگ بیٹھے ہیں اتنے میں ایک شخص اٹھا اور اُس نے بتایا کہ یہ بزرگ حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور یہ جماعت اُن کے خلفاء کی ہے

پھر اُس شخص نے سب کے نام بتائے اور اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ احمد صدیق ہیں یہ اولیائے کبیر ہیں یہ عارف ریوگری ہیں، یہ محمود انجیر فغنوی ہیں یہ خواجہ رامیتنی ہیں اور یہ بابا سماسی ہیں۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند کی بظاہر روحانی نسبت تو سید امیر کلال سے ہے لیکن اس نسبت کا بڑا حصہ بطریق اویسی براہ راست حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا ہے۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے کرامت طلب کی تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ یہی کرامت ہے کہ باوجود اس قدر گناہگار ہونے کے نہ تو مجھے زمین نگل لیتی ہے اور نہ آسمان سے کوئی عذاب نازل ہوتا ہے بلکہ میں زمین پر چلتا پھرتا ہوں۔

حضرت بہاؤالدین نقشبند فرمایا کرتے تھے کہ جب میرا آخری وقت آئے گا تو سب کو مرنا سکھا دوں گا چنانچہ جب وفات کا وقت قریب آیا تو دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے اور دیر تک دعا مانگتے رہے، دعا کے اختتام پر دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے تو جان، جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ 3 ربیع الاول شریف 791 بروز پیر انتقال فرمایا۔ وصال سے پہلے ایک مرتبہ آپ کے سامنے ذکر ہوا کہ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ سے بوقت وصال پوچھا گیا کہ آپ کے جنازے کے آگے کون سی آیت پڑھیں تو آپ نے جواباً فرمایا تھا کہ یہ شعر پڑھیں۔

چیست ازین خوب تر درھمه آفاقِ کار

دوست رسد نزدِ دوست یار به نزدیکِ یار

(پوری دنیا میں اس سے بہتر کام کون سا ہے کہ دوست، دوست کے پاس پہنچے اور یار، یار کے نزدیک ہو جائے۔)

یہ بات سننے کے بعد حضرت بہاؤالدین نقشبند نے فرمایا کہ یہ پڑھنا تو بڑی بات ہے تم میرے جنازے کے آگے یہ رباعی پڑھنا۔

مفلسانیم آمده در کوئے تو

شیئا للّٰه از جمالِ روئے تو

دست بکشا جانبِ زنبیل ما

آفرین بر دست و بر بازوئے ما

(ہم مفلس آپ کو کوچے میں آئے ہیں خدارا، اپنے چہرہ مبارک کے جمال سے ہمیں کچھ عطا ہو ہماری جھولی کی طرف اپنا دست مبارک بڑھائیں کہ ہم آپ کے دست کرم اور بازو ہمت پر قربان جائیں)

حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک ایک انتہائی وسیع و عریض، خوبصورت اور دلکش کمپلیکس کے اندر ہے جس میں داخلے کے کئی دروازے ہیں۔

بارگاہ سُرخیل سلسلہ نقشبندیہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے ایک طویل وعریض چاردیواری کے اندر آپ کا مزار مبارک ہے جانب سرلوح مزار پر عربی زبان میں مختصر احوال درج ہیں۔ آپ کی بارگاہ اقدس میں اپنا، اپنے اہل خانہ اور جملہ دوست واحباب کا سلام پیش کیا تلاوتِ قرآن پاک، ختم شریف اور درودتاج شریف پڑھ کر آپ کو ایصال ثواب کیا اور پھر آپ کے وسیلہ جلیلہ سے سب کے لئے دعائے خیروبرکت کی۔

حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس میں مراقب رہنے کے بعد کمپلیکس کے ایک دوسرے حصے میں موجود میوزیم کی جانب روانہ ہوئے جہاں پر صوفی ازم کے حوالے سے بے شمار نادر اشیاء، قابل دید وزیارت ہیں۔ کئی بزرگوں کے مزارات مبارکہ کی سابقہ الواحِ قبور بھی اس میوزیم میں زیارت کے لئے رکھی گئی ہیں انہی میں حضرت شیخ نجم الدین کبری رضی اللہ عنہ کے خلیفہ حضرت سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر نصب لکڑی کا کٹہرا موجود ہے جو پہلے اُن کے مزار مبارک پر موجود تھا۔

صوفی میوزیم میں قرآن کریم کے کئی قلمی نسخہ جات لائق زیارت ہیں اس بندہ نے درودوسلام کی کتاب "ورفعنالک ذکرک" منتظم میوزیم کو پیش کی جوانہوں نے مہربانی فرماتے ہوئے فوری طور پر میوزیم کی ایک الماری میں رکھوادی۔

میوزیم کی تفصیلی زیارت کے بعد باہر آکر ایک بار پھر حضرت بہاؤالدین نقشبند کی بارگاہ اقدس میں حاضری دی الوداعی سلام اور اجازت کے ساتھ گاڑی میں سوار ہوکر حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے شہر غجدوان روانہ ہوئے۔

حضرت عبدالخالق غجدوانی رضی اللہ عنہ

سُرخیل سلسلہ خواجگان حضرت عبدالخالق غجدوانی، حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ اعظم اور طبقہ خواجگان کے سرِ دفتر ہیں۔ آپ کے آباؤ اجداد بلاد روم (ایشیائے کوچک، موجودہ ترکی) کے رہنے والے تھے آپ کے والد گرامی اپنے وقت کے مقتدر پیشواء، عالمِ ظاہر و باطن اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد میں سے تھے۔ حوادث زمانہ کے سبب بلاد روم سے ترک وطن کیا اور ماوراء النہر کے علاقہ میں آکر بخارا سے دور بمقام غجدوان آباد ہوگئے۔

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت 22 شعبان 435ھ کو ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کو حضرت خضر علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا اُس کا نام عبدالخالق رکھنا۔ آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ عبدالجلیل کا وصال آپ کی پیدائش سے کچھ عرصہ قبل ہوگیا تھا لہٰذا آپ کی پرورش کا سارا انتظام آپ کی نیک سیرت والدہ نے کیا۔ بخارا کے علمی وروحانی ماحول میں آپ نے علوم ظاہری کی تعلیم حاصل کی اور روحانیت میں بیعت وخلافت حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رضی اللہ عنہ سے حاصل کی۔

حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رضی اللہ عنہ جب بخارا تشریف لاتے اور جب تک اُن کا بخارا میں قیام رہتا تو حضرت عبدالخالق غجدوانی رضی اللہ عنہ اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر فیوضات وبرکات حاصل کرتے۔ آپ نے اپنی بعض تحریروں میں ذکر کیا ہے کہ جب حضرت خضر علیہ السلام نے مجھے خواجہ ابو یوسف کے سپرد کیا تو اس وقت میری عمر 22 سال تھی۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کو "خواجہ ہر دو جہاں" بھی کہا جاتا ہے۔

ایک دفعہ ایامِ محرم میں لوگوں کی ایک بڑی جماعت حضرت خواجہ عبدالخالق کی خدمت میں حاضر تھی اُس وقت آپ معرفت پر کلام فرما رہے تھے۔ اچانک ایک جوان زاھدوں کی صورت میں خرقہ پہنے اور سجادہ کندھے پر ڈالے ہوئے حاضر ہوا اور گوشہ تنہائی میں بیٹھ گیا حضرت خواجہ نے اُس کی طرف نظر کی کچھ دیر کے بعد وہ اُٹھ کر کہنے لگا کہ حدیث نبوی ﷺ ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، اس حدیث کا ''سر'' کیا ہے آپ نے جواب دیا اس حدیث کا ''سر'' یہ ہے کہ تو زُنار کو توڑ دے اور ایمان لے آ۔ اس نوجوان نے کہا پناہ خدا کہ میرے پاس زُنار ہو۔ حضرت خواجہ نے ایک خادم کی طرف اشارہ کیا چنانچہ اس نے اس جوان کے بدن پر سے خرقہ اٹھایا تو خرقہ کے نیچے زُنار ظاہر ہوگی یہ دیکھ کر جوان نے اسی وقت زُنار توڑ ڈالی اور ایمان لے آیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا آؤ! ہم بھی اس نومسلم کی طرح اپنی زُنار باطنی توڑ ڈالیں تا کہ اس طرح ہم بھی بخشے جائیں۔

ایک مرتبہ حضرت خواجہ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ علیل ہو گئے اصحاب و مریدین چاروں طرف جمع تھے یکدم آپ نے اپنی چشم مبارک کھولی اور ارشاد فرمایا لوگو! تمہیں مبارک ہو حق تعالیٰ نے مجھے اپنی رضامندی کی خوشخبری دی ہے یہ سننا تھا کہ لوگوں کی آنکھوں میں آنسو رواں ہو گئے اور جب آپ کی طرف دیکھا تو آپ واصل باللہ ہو چکے تھے۔ آپ کا وصال مبارک 12 ربیع الاول 574ھ کو ہوا اور یہ آفتاب ولایت و منبع علم و عرفان اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔

شہر غجدوان، بخارا سے تقریباً ایک گھنٹے کی مسافت پر ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کا کمپلیکس انتہائی خوبصورت روح پرور اور قابل دید ہے آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل ہوا زائرین بھی کافی تعداد میں حاضری کے لئے

موجود تھے سلاموں کا نذرانہ پیش کیا درگاہ کے امام صاحب سے درخواست کی کہ وہ ہمارے ساتھ مل کر آپ کے مزار مبارک پر چادر کا نذرانہ پیش کریں، اجتماعی صورت میں چادر کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد دُعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اس عظیم روحانی بزرگ کے وسیلہ جلیلہ سے جملہ حاجات براری کے لئے بارگاہ رب العزت میں ملتمس ہوئے، دعا کے بعد مزار شریف سے باہر آئے تو ازبک لوگوں کے جمِ غفیر نے ہمارے ساتھ یادگاری تصاویر بنوائیں۔

حضرت سیدنا عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر ایک رسم یہ بھی دیکھنے میں آئی کہ ازبک لوگ شادی کے فوری بعد شادی شدہ جوڑا، اپنے جملہ اہل خانہ کے ہمراہ اولیائے کرام کے مزاراتِ مبارکہ پر حاضری دیتے ہیں اور اپنی نئی زندگی کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ آج ہم جس وقت یہاں حاضری کے لئے پہنچے تو کئی نئے شادی شدہ جوڑے عروسی ملبوسات میں حضرت خواجہ صاحب کے مزار مبارک پر حاضری کے لئے موجود تھے۔

اس سے قبل بھی یہ اچھی رسم ہم ملک ترکی میں دیکھ چکے ہیں کہ نئے شادی شدہ جوڑے عروسی ملبوسات زیب تن کیے استنبول میں حضرت سیدنا ابوایوب انصاری ؓ اور قونیہ شریف میں حضرت مولانا روم ؒ کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ عبدالخالق کی بارگاہ اقدس میں کچھ دیر قیام کے بعد گاڑی میں سوار ہو کر قصبہ ریوگر پہنچے تا کہ سلسلہ نقشبندیہ کے ایک اور درخشندہ ستارے حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری ؒ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کریں۔

حضرت خواجہ عارف ریوگری ؒ

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی ؒ کے چار خلفائے کرام میں سے حضرت خواجہ عارف ریوگری خلیفہ اعظم تھے اور انہی کے توسط سے نسبت طریقہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند تک پہنچتی ہے حضرت خواجہ عارف ریوگری ؒ نے اپنی عمر مبارکہ کا زیادہ حصہ اپنے پیرومرشد کی خدمت میں گزارا اور باطنی فیوضات وبرکات سے مالا مال ہوئے۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدونی ؒ کے وصال کے بعد آپ سجادہ نشین بنے اور ایک خلق کو راہ ہدایت پر گامزن کیا۔

تاریخ مشائخ نقشبندیہ از محمد صادق قصوری کے مطابق آپ ایک طویل العمر بزرگ ہو گزرے ہیں اور آپ اپنے مرشد گرامی کے وصال کے بعد 140 سال تک زندہ رہے اور آپ کا تاریخ وصال 715 ھ ہے لیکن علامہ محمد نور بخش توکلی کی تصنیف "تذکرہ مشائخ نقشبندیہ" اور پروفیسر صاحبزادہ محمد عبدالرسول للّٰھی کی تصنیف کے مطابق حضرت خواجہ عارف ریوگری کی تاریخ وصال 616 ہجری ہے۔

حضرت خواجہ عارف ریوگری کی کا مزار مبارک ریوگر میں ہے جو مضافات بخارا میں شمار ہوتا ہے آپ کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ ایک چاردیواری کے اندر سادہ مگر پرکیف و پرکشش مزار ہے آپ کی بارگاہ اقدس میں سلاموں اور چادر کا نذرانہ پیش کیا اور دعا کے بعد حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی ؒ مزار مبارک کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی ؒ

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی اپنے مرشد حضرت خواجہ عارف ریوگری ؒ کے جملہ اصحاب میں افضل واکمل اور خلافت سے سرفراز تھے آپ کی ولادت مبارکہ 18 شوال 627 ھ موضع "الخیر فغنه" نزد وابکنہ میں ہوئی۔ آپ کا ذریعہ معاش گل کاری تھا اپنے مرشد کی خدمت میں رہ کر مرتبہ کمال حاصل کیا۔ حضرت خواجہ عارف ریوگری ؒ کا جب آخری وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی ؒ کو اپنا خلیفہ نامزد کر کے خلق کی رشد وہدایت کا حکم دیا۔

آپ ؒ کو جب اپنے مرشد گرامی سے اجازت ارشاد مل گئی تو آپ نے ذکر جہر شروع کروا دیا کیونکہ حضرت خواجہ عارف ریوگری نے فرما دیا تھا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ جس کی طرف ہمیں اشارہ ہوا تھا کہ طالبوں کو ذکرِ جہر اختیار کرنا پڑے گا۔

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی ؒ کے خلیفہ وجانشین حضرت خواجہ علی رامیتنی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک درویش نے حضرت خواجہ خضر سے دریافت کیا کہ دور حاضر کے مشائخ میں سے کون ایسا ہے کہ جس کی اقتداء کی جائے آپ نے فرمایا "حضرت محمود انجیر فغنوی ؒ"۔ آپ ؒ کا سال وصال 715 یا 717 بیان کیا جاتا ہے۔

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی کا مزار مبارک ایک وسیع کمپلیکس میں ہے مرکزی دروازہ پر عربی میں یہ عبارت تحریر ہے"**بخارا ولایت وابکنت تومان ، حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی ، جامع مسجدی**" ، مرکزی دروازہ سے اندر داخل ہوں تو دونوں جانب خوبصورت پھل دار درخت اور پھول دار پودے زائرین کو اپنی مہلک سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ انجیر اور خوبانیوں کے پودے کثیر تعداد میں نظر آئے۔ مزار مبارک کے امام وخطیب کے ہمراہ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا، خطیب صاحب نے دُعا کروائی خطیب صاحب کی خدمت درود وسلام کی کتب پیش کیں۔

خطیب درگاہ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی نے بتایا کہ آپ کا اصل مزار مبارک تہہ خانے میں ہے اور خصوصی طور پر ہمیں اپنے ساتھ لے جا کر حاضری کروائی، چادر کا نذرانہ پیش کیا اور دعا کے بعد جب باہر آئے تو خطیب صاحب نے تازہ

خوبانیوں سے ہماری خوب تواضع کی جس پر ہم نے اُن شکریہ ادا کیا، الوداعی سلام کے بعد باہر آئے اور دوپہر کا کھانا ایک ہوٹل میں تناول کرنے کے بعد گاڑی میں سوار ہو کر حضرت خواجہ عزیزان رامیتنی کے مزار پر انوار کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں سلسلہ خواجگان میں آپ کا لقب "حضرتِ عزیزان" ہے۔ حضرت مولانا جامی "نفحات الانس" میں فرماتے ہیں کہ میں نے بعض اکابر سے سنا ہے کہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے شعر ذیل میں اُن ہی کی طرف اشارہ ہے۔

گر نہ علمِ حال فوقِ قال بودے کے شدے
بندہ أعیان بخارا خواجۂ نسّاج را

(علم حال اگر قال سے بہتر نہ ہوتا تو سرداران بخارا خواجہ نساج کے کب غلام بنتے تھے)

حضرت خواجہ علی رامیتنی کی ولادت موضع رامتین میں ہوئی جو بخارا کا ایک بڑا قصبہ تھا آپ کا وصال موضع رامتین میں ہوا اور آخری آرامگاہ بھی رامتین میں بنی تاریخ وصال 28 ذی القعدہ 715 ھ۔ آپ کا مزار مبارک ایک وسیع عمارت میں لائق زیارت ہے ایک کمرے میں تین قبور مبارکہ ہیں اور درمیان والی قبر مبارک حضرت خواجہ عزیزان رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔

حضرت خواجہ علی رامیتنی کی بارگاہ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل کیا اور آپ کے وسیلہ جلیلہ سے بارگاہ رب العزت میں دعا کی۔ نماز ظہر آپ کے قرب میں ادا کی امام صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، اُن سے دُعا کروائی۔ آپ کے

مزار مبارک کے احاطہ میں چاروں اطراف پھل دار درخت اور مختلف انواع و اقسام کے پودے لگے ہوئے ہیں مزار مبارک کے مرکزی دروازہ کے قریب ایک کنواں بھی موجود ہے جس کا پانی بطور تبرک زائرین اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ اس پر کیف مقام مقدس میں کچھ دیر قیام کے بعد اپنی اگلی منزل حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی طرف روانہ ہوئے۔

۞ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ ۞

بابا کا لفظ ترکی زبان میں بزرگ اور ولی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ محمد بابا سماسی ہفت خواجگان نقشبند میں نہایت بلند مرتبہ و مقام کے مالک ہیں۔ آپ کی ولادت گاؤں سماس میں ہوئی آپ حضرت خواجہ علی رامیتنی ملقب بہ "حضرت عزیزانِ علی" کے اجل خلفاء میں سے ہیں جن کو حضرت خواجہ نے اپنی رحلت کے وقت خلافت و نیابت کے تمام مناصب سے سرفراز فرماتے ہوئے اپنے جملہ احباب کو آپ کی متابعت کا حکم دیا۔

برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں یہ تغلق سلاطین کا دور حکومت تھا، ایک طرف دہلی میں چراغ دہلی حضرت خواجہ نصیر دین اپنے فیوض و برکات سے طالبانِ حق کو مستفیض فرما رہے تو دوسری طرف بخارا کے نواح میں حضرت خواجہ محمد بابا سماسی ایک عالم کو راہ حق پر گامزن کر رہے تھے۔

حضرت بابا سماسی کی محویت و استغراق کا یہ عالم تھا کہ موضع سماس میں آپ کا ایک چھوٹا سا باغ تھا جہاں آپ کبھی کبھی تشریف لے جایا کرتے، وہاں انگور کی شاخوں کو اپنے دست مبارک سے تراشتے مگر اس کام میں بہت دیر لگ جاتی کیونکہ جب آپ

انگور کی ایک شاخ کو کاٹتے تو غلبہ حال و استغراق کی وجہ سے آری آپ کے دست مبارک سے گر پڑتی اور آپ بے خود ہو جاتے جب ہوش میں آتے تو پھر شاخ انگور کو کاٹنے لگتے پھر وہی کیفیت آپ پر طاری ہو جاتی۔

حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ جب بخارا کے نواح میں کوشک ھندواں کے پاس سے گزرتے تو فرماتے۔

> **ازین خاک بوئے مرد می آید، زود باشد کہ کوشک**
> **ھندوان قصر عارفاں شود**
> (اس زمین سے ایک مرد کی خوشبو آتی ہے قریب ہے کہ
> کوشک ھندوان قصر عارفان بن جائے گا۔)

ایک مرتبہ پھر اس جگہ تشریف لائے تو فرمایا کہ اب خوشبو تیز ہو گئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خوش نصیب پیدا ہو گیا ہے، اس وقت حضرت خواجہ نقشبند کو پیدا ہوئے صرف تین دن ہوئے تھے۔ حضرت بابا سماسی کا وصال 755ھ موضع سماس میں ہوا۔

حضرت بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل ہوا ختم شریف پڑھا اور اس عظیم ولی کامل کے وسیلہ جلیلہ سے دعائیں کیں، امام صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری کے ساتھ بخارا میں موجود ہفت خواجگان نقشبندیہ کے مزارات مبارکہ پر حاضری مکمل ہوئی۔ کلمات شکر ادا کئے اور گاڑی میں سوار ہو کر واپس شہر بخارا کی طرف روانہ ہوئے شہر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے امام حضرت ابوحفص کبیر رضی اللہ عنہ اور ابوحفص صیغر کی بارگاہوں میں حاضر ہوئے۔

حضرت ابو حفص کبیر رضی اللہ عنہ

حضرت اُحمد بن حفص البخاری الحنفی رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت شہر بخارا کے ایک گاؤں میں سال 150 ہجری میں ہوئی یہی سال ولادت حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا ہے اور اسی سال حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ حضرت ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ نے حصول علم کے لئے بخارا سے بغداد کا سفر کیا اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے شاگرد حضرت امام محمد الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر خوب علم حاصل کیا۔

حصول علم کے بعد ایک ایسا وقت آیا کہ حضرت ابو حفص رضی اللہ عنہ مشرق میں ایک نامور علمی شخصیت سے متعارف ہوئے اور "فقیہ مشرق" کا لقب پایا۔ بخارا واپس آ کر لوگوں کو علم کی روشنی عطا فرمائی اور آپ ہی کی کوششوں کے نتیجے میں بخارا میں بڑے بڑے علماء وفقہاء منظر عام پر آئے۔ حضرت امام ابو حفص کی بارگاہ میں حضرت امام بخاری نے بھی زانوئے تلمذ طے کیا۔

حضرت امام ابو حفص رضی اللہ عنہ ماوراء النہر میں فقہ حنفیہ کے بانی قرار پائے اور شہر بخارا میں پہلا حنفی مدرسہ قائم کیا آپ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ جب مدرسہ کی طرف جاتے ہوئے بازار سے گزرتے تھے تو شور وغوغا والے بازار اُن کے احترام میں فوراً خاموش ہو جاتے تھے۔ اسی مدرسہ میں آپ کے صاحبزادے اور پوتے بھی تعلیم دیا کرتے تھے اسی طرح حضرت امام ابو حفص کی زوجہ مبارکہ بھی خواتین کو دینی تعلیم دیا کرتی تھیں۔ حضرت امام ابو حفص نے بے شمار کتب تصنیف فرمائیں۔

بخاری حضرات جانتے ہیں کہ امام ابو حفص کبیر ہر سائل کی حاجت روائی

فرمایا کرتے جس کے نتیجے میں امام صاحب "حاجت برار" کے لقب سے بھی یاد کئے جاتے ہیں بخارا کے جس دروازے سے لوگ آپ کے پاس تشریف لایا کرتے وہ دروازہ آپ کی بدولت دروازۂ "حق راہ" کے نام مشہور ہو گیا تھا۔

حضرت امام ابو حفص کبیر کا وصال محرم 217 ہجری کو ہوا اور پہاڑ کی چوٹی پر آپ کا مزار پرانوار بنایا گیا۔ اپنے بیٹے حفص کی نسبت سے آپ دنیا میں ابو حفص کبیر اور آپ کے بیٹے ابو حفص صغیر کے لقب سے مشہور ہوئے۔

حضرت ابو حفص کبیر اور حضرت ابو حفص صغیر کی بارگاہوں میں حاضری کا شرف حاصل کیا فاتحہ شریف کے بعد ان عظیم بزرگوں کے وسیلہ سے دُعا کی۔ حضرت ابو حفص رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ایک نئی تعمیر شدہ عمارت میں ہے دنیا بھر سے زائرین اس بارگاہ مقدس میں حاضری کے لئے آتے ہیں۔

15

حضرت ابو حفص کبیر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں کچھ دیر قیام کے بعد باہر آئے اور

گلیوں میں پیدل چلتے ہوئے حضرت خواجہ زین الدین کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا، ان کے بارے میں صرف اتنا ہی معلوم ہوسکا کہ یہ اپنے وقت کے ایک عظیم بزرگ اور ولی کامل شخصیت ہوگزرے ہیں۔ اس مقام مقدس پر دعا کے بعد باہر واپس آئے اور کلیان مینار، کلیان مسجد اور مدرسہ میر عرب کی طرف روانہ ہوئے۔

کلیان مینار

کلیان سے مراد بڑا ہے اور شہر بخارا کا یہ بڑا مینار 1127ء (تقریباً 900 سال قبل) میں تعمیر ہوا۔ بخارا شہر میں یہ مینار پانچ وقت کی نمازوں کی اذان کے لئے استعمال ہوتا تھا کہتے ہیں کہ جس وقت بخارا میں اس مینار کی تعمیر ہوئی تھی تو اُس وقت میں اس جیسا خوبصورت اور اونچا کوئی اور دوسرا مقام نہ تھا۔ یہ مینار کلیان مینار کے نام سے مشہور ہوا اور اب بھی دنیا بھر سے سیاح اس قدیم مینار کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔

کلیان مسجد

کلیان مسجد شہر بخارا کی عظیم یادگاروں میں سے ایک یادگار ہے جو 15 ویں صدی میں تعمیر ہوئی اسے مسجد جمعہ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے کیونکہ بخارا شہر کی صرف اسی مسجد میں اس وقت نماز جمعہ ہوا کرتی تھی یہ قدیم و تاریخی مسجد کئی سو ستونوں اور کئی سو گنبدوں پر مشتمل ہے اور فن تعمیر کا ایک نادر عجوبہ ہے۔ کثیر تعداد میں زائرین اس مسجد کو دیکھنے کے لئے دور دراز کا سفر طے کر کے آتے ہیں۔ الحمدللہ! ہمیں بھی اس مسجد کی زیارت کا شرف حاصل ہوا جو لائق دید ہے۔

مدرسہ میر عرب

بخارا کا مشہور مدرسہ "مدرسہ میر عوب" ہے میر عرب مدرسہ کا نام شروع

میں مدرسہ "امیر عرب" تھا مگر طویل وقت گزرنے کے ساتھ یہ مدرسہ "میر عوب" کے نام سے مشہور ہوگیا۔ ازبکستان کے بڑے مدارس میں اس مدرسے کا شمار ہوتا ہے۔

مدرسہ میر عرب ایک زمانے میں شہر بخارا کا علمی و روحانی مرکز تھا یہ مدرسہ یمن کے ایک بزرگ شیخ عبداللہ الیمانی نے قائم کیا تھا جو پیر روحانی کے نام سے مشہور تھے۔ اس مدرسہ کی تعمیر سال 1536-1530 کے درمیان ہوئی۔ سویت تسلط کے خاتمے کے بعد دوبارہ اس میں سلسلہ تعلیم و تدریس جاری ہوگیا ہے ہم جب اس مدرسہ کو دیکھنے کے لئے گئے تو معلوم ہوا کہ آج کل چھٹیوں کی وجہ سے طلاب نہیں ہیں لیکن تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔

بانی مدرسہ میر عرب حضرت شیخ عبداللہ الیمانی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک بھی اس مدرسہ کے اندر ہے اور اُمیر بخارا جنہوں نے بخارا شہر پر 1540-1533 حکومت کی اُن کا مقبرہ بھی مدرسہ کے اندر ہے۔ مدرسہ کو دیکھنے کے بعد گاڑی میں سوار ہوکر مسجد پیر دستگیر کی طرف روانہ ہوئے۔

مسجد پیر دستگیر

مسجد پیر دستگیر، مدرسہ میر عرب سے کچھ فاصلہ پر ہے اور فن تعمیر کا ایک نادر شاہکار ہے اس کے منبر و مینار بخاری طرز تعمیر کی عکاسی کرتے ہیں اور قابل دید ہیں۔ مسجد میں داخل ہوئے اور امام و خطیب سے ملاقات کا شرف حاصل کیا، اُن سے اس مسجد کے بارے معلومات حاصل کیں اُن کے مطابق یہ مسجد حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے نام مبارک پر طویل عرصہ قبل تعمیر کی گئی اور وقتاً فوقتاً مختلف تبدیلیوں کے ساتھ موجودہ صورت میں موجود ہے۔

دوران گفتگو امام صاحب نے بتایا کہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے
ایک نمائندہ شاگرد اس علاقہ میں سلسلہ قادریہ کی ترویج واشاعت کے لئے تشریف
لائے تھے جنہوں نے اس سلسلہ عالیہ کی اشاعت میں نہایت اہم کردار و خدمات
سرانجام دیں۔اور انہیں کی بدولت آج اس علاقہ میں سلسلہ قادریہ قائم ودائم ہے۔

مسجد سے ملحق ایک کمرے میں حضور غوث الثقلین ؓ کی یاد میں اُن کی
ایک علامتی قبر بھی موجود ہے اور ساتھ آپ کے اُس شاگرد عزیز کی بھی قبر مبارک ہے۔
امام وخطیب صاحب نے بتایا کہ اس مسجد میں باقاعدگی سے محفل گیارہویں شریف
کے علاوہ دوسری تقاریب بھی منعقد ہوتی ہیں اور لنگر بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔

مزرع چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

احاطہ مسجد کے ایک مقام پر ایک کنواں بھی موجود ہے جس کا پانی زائرین

بطور تبرک ساتھ لے جاتے ہیں اس بابرکت کنوئیں کا پانی پیا، خطیب صاحب کی
خدمت میں درود وسلام کی کتب کا نذرانہ پیش کیا اُن سے دعا کروائی اور اجازت لے
کر سلسلہ کبرویہ کی ایک عظیم شخصیت کی بارگاہ میں حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔

شیخ الاسلام سیف الدین باخرزی ؓ

آپ ؓ حضرت شیخ نجم الدین کبری ؓ کے اعاظم خلفاء میں سے ہیں
ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد حضرت شیخ کی خدمت میں آئے۔تربیت حاصل کرنے
کے بعد حضرت شیخ نے آپ کو بخارا روانہ کر دیا جنہوں نے بخارا پہنچ کر صوفی سلسلہ
کبرویہ کی بنیاد رکھی اور اس سلسلہ کی ترویج وترقی میں بے پناہ خدمات سرانجام دیں۔
آخری عمر میں "شیخ عالم" کا لقب ملا۔

حضرت شیخ سیف الدین باخرزی ؓ فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر حضرت
شیخ نجم الدین کبری ؓ نے مجھے خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ "بادشاہ تیری رکاب
میں چلیں گے" ایک دن ایک بادشاہ حضرت شیخ سیف الدین باخرزی ؓ کی زیارت
کو آیا واپس جاتے وقت شیخ سے درخواست کی کہ میں نے ایک گھوڑا شیخ کی نذر کیا ہے
میری یہ خواہش ہے کہ شیخ تشریف لے چلیں تاکہ میں اپنے ہاتھ سے آپ کو سوار کروں
حضرت شیخ نے اُس کی درخواست قبول کی خانقاہ کے دروازے تک آئے بادشاہ نے
اس کی رکاب پکڑی یہاں تک کہ آپ سوار ہو گئے گھوڑے نے سرکشی کی اور لگام بادشاہ
کے ہاتھ سے چھوٹ گئی 50 قدم تک بادشاہ شیخ کی رکاب میں دوڑ آگیا، شیخ نے بادشاہ
سے کہا کہ گھوڑے کی سرکشی میں یہ حکمت تھی کہ ہم ایک رات حضرت شیخ نجم الدین کبری
کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے اس وقت ہم کو خوشخبری سنائی تھی کہ تمہارے رکاب

میں بادشاہ دوڑے گا اور اب ہمارے شیخ معظم کی بات پوری ہوگئی۔ حضرت شیخ نے 658ھ وصال فرمایا اور بخارا شریف میں مزار پُرانوار بنا۔

17

اس عظیم وروحانی شخصیت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ھدیہ سلام پیش کیا فاتحہ شریف پڑھا آپ کے مرید بیان قلی خان کی قبر بھی آپ کے بالمقابل بنی ہوئی ہے۔ اسلام کے اس عظیم سپوت وخلیفہ حضرت شیخ نجم الدین کبری کی بارگاہ میں دُعا اور الوداعی سلام کے بعد باہر واپس آئے اور اس کے ساتھ آج کی زیاراتِ بخارا اختتام کو پہنچیں ڈرائیور اور گائیڈ کا دلی شکریہ ادا کیا اور گاڑی میں سوار ہوکر ہوٹل پہنچے۔ رات کا کھانا کھایا صبح کا پروگرام ترتیب دیا اور اپنے کمروں میں جاکر سوگئے۔ بروز اتوار نماز فجر کی ادائیگی اور ہوٹل میں ناشتہ کے بعد گاڑی میں سوار ہوکر چشمہ ایوب روانہ ہوئے۔

چشمہ ایوب

وسطی ایشیاء میں کئی ایسے مقامات ہیں جو صدیوں سے صوفیا کا مسکن رہے ان میں ایک ایسا ہی مقام شہر بخارا میں "چشمہ ایوب" ہے۔ روایات کے مطابق

اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی حضرت ایوب علیہ السلام نے اس سرزمین کو شرف بخشا اور اُن لوگوں کو جو پانی کی کمی کے باعث صحراؤں میں رہتے تھے اُن کی مدد کے لئے اپنی چھڑی سے زمین میں سوراخ کیا اور وہاں سے صاف وشفاف پانی برآمد ہوگیا جو اب بھی جاری و ساری ہے۔ زائرین اس کا پانی پیتے بھی ہیں اور تبرک کا ساتھ بھی لے جاتے ہیں۔

18

چشمہ ایوب کی عمارت میں ایک قبر بھی موجود ہے ہمارے سوال کرنے پر موجود ذمہ دار شخص نے بتایا کہ یہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک استاد کی قبر ہے فاتحہ شریف پڑھا اور چشمہ ایوب کے پانی سے سیراب ہوکر باہر نکلے اور حضرت امام بخاری کمپلیکس روانہ ہوئے جو قریب ہی واقع تھا۔

امام بخاری میموریل کمپلیکس

یہ وسیع وعریض، خوبصورت ودلکش بخاری طرز تعمیر کا شاہکار حضرت امام بخاری کی یاد میں تعمیر کیا گیا ہے جہاں پر کثرت سے قلمی نسخہ جات اور نوادرات کے علاوہ ایک خوبصورت مقام پر حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی خاک موجود

ہے۔ حضرت امام بخاری، بخارا کے رہائشی تھی لیکن آپ کا وصال سمرقند سے باہر خرتنگ کے مقام پر ہوا اور پھر اسی مقام پر آپ کا مزار مبارک بنا اس لئے برکت کے طور پر آپ کے مزار مبارک کی کچھ خاک مقدس کو اصل مقام سے لاکر یہاں رکھا گیا ہے تا کہ ایک گونہ بخارا سے بھی اُن کی نسبت باقی رہے۔ کمپلیکس قابل دید ہے اور معلومات میں اضافے کا باعث ہے۔ اس کمپلیکس کو دیکھنے کے بعد باہر آئے اور سامانی حکمران کے مقبرہ کی جانب روانہ ہوئے۔

دولت سامانیہ

دولت سامانیہ کی حکومت خلافت عباسیہ کے خاتمے کے بعد 874ء میں ماوراء النھر میں قائم ہوئی اپنے مورث اعلیٰ اسد بن سامان کے نام پر یہ خاندان سامانی کہلاتا ہے نصر بن احمد سامانیوں کی آزاد حکومت کا پہلا حکمران تھا سامانیوں نے 1005ء تک (134 سال) حکومت کی۔ دولت سامانیہ میں سب سے مشہور اور نیک دل حکمران اسماعیل سامان تھے جو ایک نرم مزاج اور عادل بادشاہ تھا سامانی عہد میں علم و ادب

کی دل کھول کر سرپرستی کی گئی اس دور میں فارسی زبان کو خوب عروج حاصل ہوا اس نیک دل حکمران کے مقبرہ میں آئے فاتحہ شریف پڑھا اور دعا کے بعد واپس ہوئے۔

بخارا شریف میں یہ ہمارا آخری دن تھا اور الحمدللہ زیارات بخارا بھی مکمل ہو چکی تھیں شہر بخارا سے کچھ یادگاری تحائف خریدے واپس ہوٹل پہنچے سامان اٹھایا اور سہ پہر 5 بجے کے قریب گاڑی میں سوار ہر کر بابرکت شہر بخارا کو الوداع کہتے ہوئے بخارا ایئرپورٹ کی جانب روانہ ہوئے ضروری کاروائی کے بعد ڈیپارچر لاؤنج پہنچے جہاز مقررہ وقت پر تاشقند کیلئے روانہ ہوا۔ چالیس منٹ کی فلائٹ تھی اور خیر و عافیت سے تاشقند ایئرپورٹ پر پہنچ گئے ایئرپورٹ لاؤنج سے باہر آئے تو کمپنی کا ڈرائیور ہمارا منتظر تھا اُس کے ہمراہ گاڑی میں سوار ہو کر ایک ریسٹورنٹ پہنچے رات کا کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد شبیر صاحب کو فون کر کے اپنی آمد کی اطلاع کی جس پر انہوں نے کہا کہ کل میں خود آپ سے ملاقات کے لئے ہوٹل آؤں گا۔ ریسٹورنٹ سے باہر نکلے اور گاڑی میں سوار ہو کر ہوٹل "روشان" پہنچے جہاں کمرے بک تھے۔ نماز عشاء ادا کی اور سو گئے۔

بروز سوموار شریف آج ملک ازبکستان میں ہمارا آخری دن ہے اور تاشقند شہر میں زیارات مقدسہ کا شرف حاصل کرنا ہے۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد ناشتہ کیا اور تیار ہو رہے تھے کہ اسی اثناء جناب شبیر صاحب، گائیڈ اور ڈرائیور ہوٹل تشریف لے آئے۔ شبیر صاحب سے تفصیلی گفتگو ہوئی، سمرقند اور بخارا کے سفر سے متعلق معلومات فراہم کیں۔ دوران گفتگو جناب شبیر صاحب، گائیڈ اور ڈرائیور حضرات کا شکریہ ادا کیا۔ ملاقات کے بعد دو گاڑیوں میں سوار ہو کر مشہور صوفی بزرگ حضرت زنگی اطا کے مزار مبارک کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت زنگی اطا علیہ الرحمۃ

حضرت زنگی اطا علیہ الرحمۃ کے مزار مبارک کا شمار شہر تاشقند کے مقدس مقامات میں ہوتا ہے اور کثرت سے زائرین اس مقام پر حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ یہ مقام وسط شہر سے تقریباً 15 کلومیٹر باہر ہے۔ زنگی اطا کا مطلب ہے "سیاہ والا" چونکہ ان بزرگوں کی جلد کا رنگ سیاہ تھا اس وجہ اُن کا یہ نام "زنگی اطا" اتنا مشہور ہو گیا کہ لوگ اصل نام کو بھی بھول گئے۔

حضرت شیخ زنگی اطا وسطی ایشیاء کے عظیم و مشہور بزرگ شیخ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے تھے آپ 13 ویں صدی کے بزرگ ہیں۔ شیخ زنگی اطا کا مزار مبارک امیر تیمور نے تعمیر کروایا تھا بتایا جاتا ہے کہ امیر تیمور نے ترکستان کے مشہور صوفی بزرگ شیخ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی تعمیر کا حکم دیا لیکن جب دیواروں کی تعمیر کی جاتی تو وہ اگلے دن چورا چورا ہو کر ختم ہو جاتی تھیں اور کام آگے نہ بڑھ سکتا تھا۔ امیر تیمور کو اس کی اطلاع دی گئی، کام رک گیا پھر ایک رات امیر تیمور کو ترکستان کے عظیم

صوفی شیخ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا جنہوں نے امیر تیمور سے کہا کہ پہلے شیخ زنگی اطا کے مزار مبارک کی تعمیر کی جائے اور پھر میرا مزار تعمیر ہو۔

اُمیر تیمور نے حضرت شیخ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم مبارک پر حضرت شیخ زنگی اطا کے مزار مبارک کی تعمیر کروائی اور پھر شیخ ترکستان کا مزار مبارک پایہ تکمیل کو پہنچا۔ حضرت شیخ زنگی اطا کا مزار مبارک مقاماتِ مقدسہ میں سب سے زیادہ زیارت کئے جانے والا مزار ہے۔

ہم شیخ زنگی اطا کے مزار مبارک پر حاضری کے لئے پہنچے جو ایک وسیع و ضخیم کمپلیکس کے اندر واقع ہے۔ ڈائریکٹر مزار سے درخواست کی کہ مزار مبارک کے اصل مقام تک حاضری کی اجازت دی جائے (عمومی طور پر زائرین باہر سے ہی حاضری اور دعا کا شرف حاصل کرتے ہیں) انہوں نے ہماری درخواست کو قبول فرمایا اور خصوصی طور پر ہمیں مزار مبارک کے قریب حاضری کے لئے بھیج دیا۔ سلام کے بعد کچھ دیر مراقب رہے پھر باہر آ کر ڈائریکٹر صاحب کا شکریہ ادا کیا اور انہیں درود و سلام کی کتب پیش کیں۔

احاطہ مزار میں ایک طویل و عریض حوض ہے جس میں پانی ایک چشمے سے آ رہا تھا پھر اُس چشمے کو دیکھا جہاں سے انتہائی تیز رفتاری اور وافر تعداد میں صاف و شفاف پانی نکل رہا تھا یا یوں سمجھیں کہ پانی ابل رہا تھا چشمہ کے اس مقام پر کافی تعداد میں زائرین اس سے نہ صرف مستفید ہو رہے تھے بلکہ اپنے ساتھ بطور تبرک بھی لے جا رہے تھے اور چشمہ کو حضرت شیخ زنگی اطا کی زندہ اور جاری و ساری کرامت سے تعبیر کر رہے تھے۔

حضرت شیخ زنگی اطا کے مزار مبارک سے ملحق ایک عمارت میں دو صوفی خواتین کے مزارات مبارکہ ہیں اُن پر بھی حاضری دی فاتحہ پڑھا دعا کی اور منتظم صاحب کو اپنی کتب کا نذرانہ پیش کیا۔ ازبک خواتین ان مزارات پر کثرت سے حاضری دیتی دیکھی گئی ہیں۔ اس مقام پر حاضری کے بعد حضرت زین الدین بوبو کے مزار کی طرف روانہ ہوئے۔

شیخ زین الدین بوبو رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ زین الدین بوبو رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت بغداد شریف میں 1164ء ہوئی، تکمیل علوم کے بعد بانی سلسلہ سہروردیہ حضرت نجیب ضیاء الدین سہروردی نے آپ کو تعلیمات اور سلسلہ سہروردیہ کی ترویج کے لئے جوانی میں ہی تاشقند روانہ کردیا۔ آپ نے تاشقند ایک مقام ''کوکچا'' میں قیام فرمایا جہاں پر آپ نے لوگوں کی روحانی تربیت اور سلسلہ سہروردیہ کی ترویج میں تمام عمر گزاردی۔

تعلیم وتربیت کے علاوہ دکھی انسانوں کی خدمت کرتے اُن سے ملاقاتیں کرتے حتیٰ الامکان مدد کے علاوہ اُن کے لئے دعائیں بھی کیا کرتے۔ اس وجہ سے لوگ آپ کو بوبو (بزرگی والا) سے لقب سے پکارنے لگے۔

حضرت شیخ زین الدین بوبو رحمۃ اللہ علیہ نے 95 سال کی عمر میں وصال فرمایا اور قبرستان Veloyat میں آخری آرام گاہ بنی۔ بتایا جاتا ہے کہ آپ کی اولاد میں سے کچھ شخصیات ابھی بھی تاشقند میں رہائش پذیر ہیں۔ اُمیر تیمور نے آپ کی قبر انور اور آپ کے چلے خانے کی نئی تعمیر کا حکم دیا تھا۔

حضرت شیخ زین الدین بوبو رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس میں حاضری کا شرف

حاصل کیا فاتحہ شریف اور دعا کے بعد الوداعی سلام کرتے ہوئے خانقاہ سے باہر آئے اور ایک ہوٹل میں دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد خشت امام اسکوائر پہنچے۔

خشت امام اسکوائر

یہ ایک بہت بڑا کمپلیکس ہے جو مسجد، مدرسہ اور مصحف عثمانی کی عمارت پر مشتمل ہے۔ خشت امام اسکوائر کی نئی موجودہ عمارت 2007 میں تعمیر ہوئی ہے۔ سب سے پہلے مسجد خشت امام میں داخل ہوئے نماز ظہر ادا کی، مسجد کی لائبریری میں درود و سلام کی کتب پیش کیں یہ مسجد فن تعمیر کا اعلیٰ نمونہ ہے اور لائق زیارت ہے۔

زیاراتِ تاشقند (ازبکستان) 21

خشت امام اسکوائر کا خوبصورت منظر

مصحفِ عثمانی

مصحف عثمانی چمڑے پر لکھے ہوئے قرآن پاک کا ایک نسخہ ہے جسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں تیار کروایا اور اس پر تلاوت فرمایا کرتے تھے یہ نسخہ مبارکہ پہلے کسی اور ملک میں تھا جب اُمیر تیمور نے مختلف ممالک کو فتح کیا تو یہ نسخہ وہ

اپنے ساتھ سمرقند لے آیا اور طویل وقت یہ نسخہ سمرقند میں رہا اور مسجد بی بی خانم کے باہر ایک رحیل پر اس کی زیارت کروایا جاتی تھی لیکن جب روسی انقلاب آیا تو اس وقت اس نسخہ مبارکہ کو لینن گراڈ کے عجائب گھر میں پہنچا دیا گیا۔

وسطی ایشیاء کی ریاستیں جب آزاد ہوئیں تو حکومت ازبکستان کے پُرزور مطالبہ پر مصحف عثمانی کو واپس لایا گیا جس کو بڑے ادب واحترام کے ساتھ تاشقند کی ایک مخصوص عمارت میں رکھا گیا۔

دو ڈاکٹر حضرات کی ڈیوٹی ہوتی ہے کہ وہ اس کمرے کا درجہ حرارت اور ہوا میں نمی کی مقدار کو مسلسل چیک کرتے رہیں۔ نسخہ مبارکہ پر مختلف قسم کے جدید کیمیکلز استعمال کرتے ہیں تاکہ کسی بھی قسم کی خرابی سے نسخہ محفوظ رہے۔

مصحف عثمانی خط کوفی میں تحریر ہے۔ جب حضرت عثمانی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ اُس وقت اس قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے خون مبارک کے نشانات ابھی بھی اس قرآن پاک میں موجود ہیں جو دیکھے جاسکتے ہیں۔ یہ دنیا کا قدیم ترین نسخہ قرآن پاک ہے۔

الحمدللہ! اس عظیم و وحید نسخہ قرآن پاک کی زیارت کا شرف حاصل ہوا پھر اس کمرہ سے ملحقہ دوسرے کمروں میں موجود قلمی نسخہ جات کی زیارت کی۔

ڈائریکٹر صاحب جو بہت اچھی عربی زبان بول رہے تھے۔ اُن سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے اس مصحف کے بارے میں مزید معلومات فراہم کیں اُن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے باہر نکلے اور حضرت امام ابو بکر کفل شاشی کے مزار مبارک کی طرف روانہ ہوئے۔

امام ابو بکر کفل شاشی رضی اللہ عنہ

حضرت ابو بکر کفل شاشی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک امام بخاری یونیورسٹی کے قریب ہے۔ جدید تاشقند میں شاید ہی ایسا کوئی شخص ہو جو اس شخصیت سے متعارف نہ ہو۔ حضرت ابو بکر کفل شاشی رضی اللہ عنہ کی ولادت الشاش (موجود نام تاشقند) میں سال 291 ہجری ہوئی۔ جوانی میں اعلیٰ تعلیم کے لئے خراسان روانہ ہوگئے اور پھر وہاں سے اسلامی دنیا کے عظیم شہر علم وادب "بغداد" پہنچے۔ جہاں پر مشہور ومعروف علمی شخصیت حضرت امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری سے علم حاصل کیا۔ دسویں صدی عیسوی آپ کو "حضرت امام یامقدس امام" کا لقب ملا۔ ایک عظیم علمی وادبی شخصیت ہونے کے ساتھ آپ عظیم شاعر اور مصنف بھی تھے اسلامی قوانین پر آپ نے کتب تحریر فرمائیں بیروت کے معروف ادبی ادارے "دار الکتب العلمیه" نے آپ کی ایک کتاب "محاسن الشریعه" 616 صفحات پر مشتمل شائع کی ہے۔

اس عظیم شخصیت کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا سلام و فاتحہ کے بعد چادر کا ایک نذرانہ پیش کیا۔ آپ کی روحانی توجہات کے طالب ہوئے دعا اور اجازت کے بعد باہر آئے تو کثیر تعداد میں زائرین موجود تھے اُن میں درود وسلام کی جیبی سائز کتابیں تقسیم کیں زائرین نے اس بندہ کو گھیر لیا کہ وہ ہر کتاب پر اپنا نام اور دستخط کر کے دیں تا کہ اُن کے پاس بطور یاد محفوظ رہے بندہ نے اُن کی اس خواہش کو پورا کیا۔ کتابیں تقسیم کرنے کے بعد گاڑی میں سوار ہو کر حضرت شیخ خواندی طہور کے مزار مبارک کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت شیخ خواندی طہور رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ خواندی طہور رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 13 وی صدی عیسوی کے اواخر میں ہوئی آپ کے والد گرامی کا نام شیخ عمر اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے اجداد عرب سے آئے اور یہاں آ کر آباد

سفرنامہ زیارات ازبکستان

ہوئے آپ کی فیملی کے لوگ "خوجہ" کے لقب سے مشہور ہوئے۔ حضرت خواندی طہور سلسلہ یسویہ میں بیعت تھے۔ بتایا جاتا ہے کہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا سلسلہ نسب حضرت شیخ خواندی طہور رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ حضرت شیخ خواندی طہور کا وصال 1355ء میں ہوا۔

نوائے ایونیو (تاشقند) پر تین عمارتیں انطور کمپلیکس کے اندر ہیں۔

(1) مزار شیخ خواندی طہور (2) مقبرہ Kaldirgoch Biy اور مقبرہ یونس خان۔

امیر تیمور نے شیخ خواندی طہور کے مزار کی تعمیر کروائی تھی پھر 15 ویں صدی میں عظیم صوفی بزرگ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے اس مزار مبارک کی تعمیر کروائی۔

حضرت شیخ خواندی طہور کی بارہ گاہ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ فاتحہ پڑھنے کے بعد دعا کی اور درود وسلام کی کتب اس خانقاہ میں پیش کیں باہر نکل کر مقبرہ یونس خان کی جانب روانہ ہوئے۔

مقبرہ یونس خان

مزار مبارک حضرت شیخ خواندی طہور ﷫ کے ساتھ حاکم تاشقند یونس خان کا مقبرہ ہے۔ یونس خان کی پیدائش 1416ء میں ہوئی 13 سال کی عمر تھی کہ یونس خان کے والد گم ہو گئے۔

یونس خان نے ہرات اور یزد (ایران) میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ یزد میں حضرت مولانا شرف الدین علی یزدی کی زیرِ نگرانی کئی سال تک تعلیم حاصل کی۔ عربی اور فارسی زبانیں سیکھیں یونس خان نے تقریباً 20 سال ایران میں گزارے، اعلیٰ تعلیم یافتہ مغل تھا۔ 40 سال کی عمر میں اپنے آبائی وطن لوٹا جہاں پر وہ خان آف منگول ہوا اور پھر حکومت کی۔

یونس خان سلطنت مغلیہ کے بانی ظہیر الدین بابر کا نانا تھا یونس خان کی بیٹی نگار مہر ظہیر الدین بابر کی والدہ تھیں یونس خان کے وصال کے بعد اس کے بیٹے نے اپنے والد کا مقبرہ تعمیر کیا جو تیموری دور کی ایک بہترین یادگار ہے۔

کابل میں ہم نے ظہیر الدین بابر کے مقبرے پر فاتحہ پڑھی تھی اور اب تاشقند میں اس کے نانا حاکم تاشقند یونس خان کا مقبرہ بھی دیکھ لیا اور فاتحہ پڑھ لی۔

دعائے مغفرت کے بعد مقبرہ یونس خان سے باہر آئے اور مدرسہ کوکلداش کو دیکھنے روانہ ہوا۔

مدرسہ کوکلداش

یہ مدرسہ شہر تاشقند کے تاریخی حصے میں واقع ہے جس کی تعمیر 1570ء میں ہوئی۔ سن 1557 تا 1598 تک برسرِاقتدار رہنے والے "**عبداللہ خان**" کے

زمانے سے قائم ہونے والا مدرسہ اور مسجد حوادث زمانہ سے گزرنے کے بعد اب مسلمانانِ ماوراء النہر کے صوبائی مذہبی بورڈ نے بحالی کے احکامات جاری کر دیئے ہیں اس مدرسہ کے مختلف حصے دیکھنے کے بعد باہر آئے اور ایک ریسٹورنٹ میں تاشقند کی چائے سے لطف اندوز ہوئے۔

آج رات کو تاشقند سے لاہور واپسی ہے اور اس وقت شام ہونے والی تھی۔ تاشقند کی میٹرو ٹرین بہت مشہور ہے جو کہ تاشقند شہر کے نیچے آمدورفت کا تیز، آسان اور سستا ترین ذریعہ ہے۔ انڈر گراؤنڈ میٹرو اسٹیشن روانہ ہوئے اور تاشقند کی تیز رفتار میٹرو کے سفر سے لطف اندوز ہوئے۔ تقریباً 45 منٹ اس میں سفر کے بعد واپس آئے اور گاڑی میں سوار ہو کر ہوٹل روانہ ہوئے۔

سامان اٹھایا اور مغرب کے بعد ایک بخاری ریسٹورنٹ میں رات کا کھانا کھایا اور ازبکستان کی بہترین مذہبی تاریخی اور روحانی یادیں لے کر وسط شہر سے تاشقند ائرپورٹ روانہ ہوئے، ائرپورٹ کی ضروری کاروائی سے فراغت کے بعد ڈیپارچر لاؤنج پہنچے فلائیٹ مقررہ وقت پر روانہ ہو کر علامہ اقبال ائرپورٹ پر لاہور خیر وعافیت سے اتر گئی۔

رب تعالیٰ کا شکر ادا کیا، ناشتے کے بعد حضور داتا کی نگری سے اپنے آبائی شہر راولپنڈی دن 12 بجے پہنچ گئے اور سفر زیارات اپنے اختتام کو پہنچا۔

قارئین کرام! اس سفر مقدس میں تاشقند، سمرقند اور بخارا شریف میں جن جن بزرگوں کی بارگاہوں میں حاضری کا شرف حاصل ہوا ان کے انتہائی مختصر احوال اور حاضری کی روداد اس کتاب کی صورت میں پیش کر رہے ہیں یہ تو وہ بابرکت اور رحمتوں

کے نزول والی باتیں ہیں کہ جو ختم نہیں ہوسکتیں بس اب انہی الفاظ پر ختم کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ان بزرگوں کے احوال اور مقام ومرتبہ کو بہتر جانتا ہے۔

این سخن را نیست ہرگز اختتام
ختم کن واللہ أعلم بالسلام

آخر میں بارگاہ رب العزت میں انتہائی عجز وانکساری سے دعا ہے کہ یارب العالمین! انہی بزرگوں کے طفیل جن کی بارگاہوں میں حاضری دی ہے ہم سب کی بخشش و مغفرت فرمادینا اور کل روز محشر بھی انہی بزرگوں کی قربت نصیب فرمانا۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بر موقع عید میلاد النبی شریف

12 ربیع الاول 1438ھ

12 دسمبر 2016ء

طالب دُعا

~gŠtf of£ ZgOZ

منفرد اس کو کمالات حق تعالیٰ نے دیے
بے مثال اوصاف کا مالک ہے حافظ افتخار
بار ہا اس کو ملا اُن کی زیارت کا شرف
ملک اور بیرون ملک ہیں جو بزرگوں کے مزار
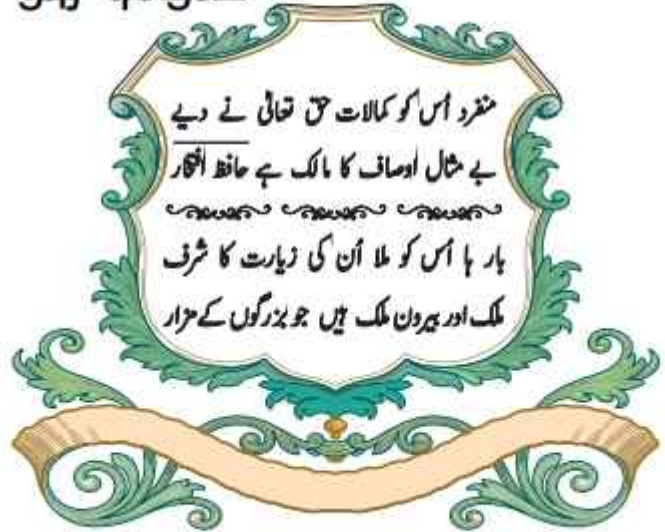
کتابیات

کتاب ہذا کی تیاری کے سلسلہ میں اپنے ذاتی اسفار، مشاہدات، ملاقاتوں اور مختلف ویب سائیٹس کے علاوہ درج ذیل کتب سے بھی استفادہ کیا۔

نام کتاب	نام مصنف
نعمة الباری فی شرح صحیح البخاری	غلام رسول سعیدی
الاصابة فی تمییز الصحابه (جلد 3)	امام ابن حجر العسقلانی
أسد الغابة فی معرفة الصحابه (جلد 4)	عزالدین ابن الاثیر الجزری
تذکرة المحدثین	غلام رسول سعیدی
تاریخ بخارا (فارسی)	معین الفقراء
نفحات الانس	حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی
حدائق الحنفیہ	مولوی فقیر محمد جہلمی
محدثین عظام (حیات وخدمات)	ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی
مدارج النبوت	شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی
تذکرہ مشائخ نقشبندیہ	علامہ محمد نور بخش توکلی
تاریخ مشائخ نقشبند	محمد صادق قصوری
تاریخ مشائخ نقشبندیہ	صاحبزادہ محمد عبدالرسول للٰھی
تذکرہ اولیائے عرب وعجم	صوفی عبدالمجید

سفرنامہ
زیارات ازبکستان
(تحریروتصاویر کے آئینے میں)

پر
منثور ومنظوم
تاثرات
وقطعات تاریخ

افتخار قادری کی تازہ یہ عمدہ کتاب
منفرد تحقیق ہے یہ واقعی ہے شاہکار

پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی

ایم اے عربی، تاریخ، اسلامیات (گولڈ میڈلسٹ) ایم او ایل، پی ایچ ڈی

پرنسپل گورنمنٹ مولانا ظفر علی خان ڈگری کالج، وزیر آباد

حوالہ نمبر ______ تاریخ 02-12-2016

نگری نگری پھرا مسافر

زندگانی اِک سفر ہے دوستو
موت سے کس کو مفر ہے دوستو

حضرت افتخار احمد قادری دام اقبالہ کی تصنیفات جب بھی نظر سے گزرتی ہیں باعث تالیف قلب بن جاتی ہیں۔ سفرنامہ زیارت ازبکستان بھی ایسی ہی ایک کاوش ہے۔ حضرت صاحب نے اس سفرنامے میں ہمیں بھی اپنے ساتھ ساتھ زیارات مقدسہ سے نوازا ہے اس سفرنامے کے قارئین بھی حافظ صاحب کے ساتھ ازبکستان کی سیر کر لیتے ہیں۔

ازبکستان کی ریاست سابقہ USSR کے سابق صدر کی انقلابی تبدیلیوں کے نتیجے میں الگ ہونے والی ریاستوں میں سے ایک ہے۔ اسلامی تہذیب وتمدن کے تین گہوارے تاشقند، سمرقند اور بخارا ازبکستان میں واقع ہونے کے سبب مسلمانان عالم کے لئے ازبکستان کی اہمیت مزید اجاگر ہوتی ہے۔ لیکن بہت کم لوگ ازبکستان کی

تاریخ وجغرافیہ سے واقف ہیں۔قبلہ حافظ صاحب نے یہ کتاب لکھ کرنا واقفانِ حال پر عنایت فرمائی ہے، سفرنامے میں شامل نادر تصاویر سونے پر سہاگہ ہیں جو قارئین کے علمی حوالوں کو مزید زیبائی عطا کرتی ہیں۔اس ملک میں موجود مقدس مقامات و مزارات مقدسہ کا تعارف، ان کے بارے تاریخی حوالہ جات اور ان کی تصاویر کے حوالے سے تحقیقی کام کارِ خیر کی حیثیت رکھتا ہے۔جناب قادری صاحب نے ہماری ذمہ داری کو بھی نبھایا ہے اور اس بارگراں کو احسن انداز میں اٹھایا ہے اور اس کا حق ادا کیا ہے ورنہ ہم تو دنیاوی تعیش میں ڈوب کر اپنے مراکز علم وادب سے دوری کا شکار ہیں۔

جب سے دنیاوی تعیش کے طلبگار ہوئے
رحمتیں روٹھ گئیں ہم سے گنہگار ہوئے
جب سے شیرازی و اقبال فراموش ہوئے
مرکز علم و ادب گرد کے انبار ہوئے
زندگی ہو گئی دلدل کی طرح پیچیدہ
اب تو مظلوم بھی ظالم کے طرفدار ہوئے

آخر میں دعا گوں کہ اللہ تعالیٰ عزوجل حافظ صاحب کے علم وتحقیق میں اضافہ فرمائے انہیں صحت کاملہ کے ساتھ طویل زندگی عطا فرمائے تاکہ ایسی مزید کتابیں ہمارے علم میں اضافے کا موجب اور قارئین کی علمی ضیافت کا باعث بنیں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی

الزاوية القادريه

ملک محبوب الرسول قادری

چیئرمین۔انٹرنیشنل غوثیہ فورم۔جوہرآباد۔پنجاب

حوالہ نمبر ______ تاریخ 05-12-2016

میزان حروف

سفرنامہ زیارت ازبکستان اور حضرت حافظ صاحب

ساری دنیا میں پھیلے بہت وسیع حلقہ احباب کے باوجود مصنف کتب زیارات مقدسہ کے ساتھ ہماری تعلق داری ہمارے لئے باعث اعزاز ہے وہ ارشاد باری تعالیٰ۔قل سیروا فی الارض ---پر پوری طرح عامل ہیں۔---خوش عقیدگی اور خوش مزاجی ان پر خدا کا خاص انعام ہے۔---انہوں نے اپنے اسفار کو تضیع اوقات کا شکار نہیں ہونے دیا۔بلکہ ان کو تحریری وعکسی صورت میں محفوظ کر کے پوری قوم اور آنے والی نسلوں پر احسان کیا ہے۔اس مقصد کے لئے قدرت نے انہیں ہمت وطاقت کے ساتھ شوق، شعور، لگن، سلیقہ اور جذبہ فراواں بھی عطا کیے ہیں جو ان کی پیشوائی کرتے ہیں قادری اور شاذلی نسبتیں ان کی پرواز کی طاقت کو کئی گنا بڑھا دیتی ہیں کیونکہ یہ نسبتیں تسخیر کائنات کے راز کی حامل ہیں۔بلکہ اس حوالہ سے تو یوں لگتا ہے کہ قدرت نے ان کے لئے زمین کو مسخر کر دیا ہے۔

ابن بطوطہ نے زمین پیمائی کی اور اسے احاطہ تحریر میں بھی لائے مگر زمانے کے بعد نے نئی نسل کے نزدیک وہ اہمیت برقرار وقائم نہیں رہنے دی اور دوسرے چونکہ شاید اُس زمانے میں عکس بندی کی سہولت اس قدر موجود نہ تھی سو اُس زمانے کی ان دو مجبوریوں کے علاوہ آج مکرمی حضرت حافظ افتخار احمد قادری کو جہاں عکس بندی کے

عصری تقاضے سے کماحقہ آگہی حاصل ہے وہاں وہ عکس بندی کے عمدہ ذوق اور اعلیٰ معیار کے بھی شائق ہیں اور الحمدللہ انہیں یہ سہولیات بھی خوب حاصل ہیں نیز یہ آگہی اور شوق مل کر جو نتیجہ برآمد کرتے ہیں اس سے سفرنامہ کی اہمیت اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ قاری بجائے خود ان کے ہم سفر ہو جاتا ہے۔ نتیجتاً کتب زیارات مقدسہ اپنی ایک خاص وجاہت، نئے رنگ و آہنگ اور جلال و جمال کی الگ و منفرد شان کے ساتھ منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتی ہے۔

مجھے یہ کہنے میں بھی کچھ تکلف نہیں کہ گرامی قدر افتخار احمد حافظ قادری شاذلی نے سفرناموں کی تاریخ میں اس نئے آہنگ کو متعارف کرا کے اس شعبے میں تجدیدی کارنامہ سرانجام دیا ہے اور اس حوالے سے وہ اس طرز نو کے بانی و موسّس ہیں۔ یہی جذبات ہی تو حقیقی زندگی ہے، ترقی ہے، کامیابی ہے۔

تحقیق کی دنیا میں ان کا یہ سفر شوق و شعور کی بیداری کا ذریعہ ہے تاریخ کو محفوظ کرنے کی کامیاب کوشش ہے اور نتیجہ خیز کوشش ہے۔ میں بجا طور پر سمجھتا ہوں کہ ان اسفار کی صورت میں محترمی حافظ صاحب پر اپنے مشائخ کا روحانی فیضان ہے یہی سبب ہے کہ یہ اسفار ان کے لئے بوجھ کی بجائے راحت و آسودگی کا سبب ہیں۔۔ قدرت نے کائنات میں ہر پرزے کو ایک خاص مقصد کے لئے تخلیق کیا ہے۔ اگر وہ اپنی جگہ پر کام کرتا ہے تو اس کا مقصد تخلیق پورا ہوا اور دوسری صورت میں ناکام و نامراد رہا۔۔۔ اس کی مثال صوفیاء و صلحاء کا وہ طرز حیات ہے کہ جاہل ذکر کرے اور باشعور و تعلیم یافتہ فکر کرے۔۔۔ یوں ذکر و فکر عرفان آشنا کرتے ہیں۔۔۔ کئی عرفاء کو تصنیف و تالیف میں منزل مراد نصیب ہوئی اور بہت سارے ذکر و اذکار اور وجد و حال میں اپنے مقصود تک پہنچے۔ دونوں طبقات کی مثالیں موجود ہیں۔۔۔ مکرمی حافظ صاحب

کے ساتھ بھی معاملہ ایسا ہی ہے۔

اب جبکہ۔۔ سفرنامہ زیارت ازبکستان۔ (تحریر و تصاویر کے آئینے میں) منظر پر آ رہا ہے جس میں تاشقند، سمرقند اور بخارا شریف کے ''احوال و آثار'' محفوظ کئے گئے ہیں۔ حافظ صاحب قبلہ کی طرف سے تاریخ تصوف پر خاص احسان ہے۔ اس خبر کے ساتھ میرے ذہن کی سکرین پر ترجمانِ حقیقت، شاعر مشرق، دانائے راز، مصور پاکستان حضرت علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ کے اشعار مرتسم ہوتے چلے گئے۔ ان کے مطالعہ سے میرے قارئین اس خطہ کی اہمیت کا ادراک کر پائیں گے۔

درویش خدامست نہ شرقی ہے نہ غربی — گھر میرا نہ دلی، نہ اصفہاں نہ سمرقند
یکایک ہل گئی خاک سمرقند — اٹھا تیمور کی تربت سے اک نور
ہوائے تند کی موجوں میں ہے محصور — سمرقند و بخارا کی کفِ خاک
اک ولولۂ تازہ دیا میں نے دلوں کو — لاہور سے تا خاک بخارا و سمرقند

مرشد لاہوری نے لاہور سے خاک بخارا اور سمرقند کا ذکر فرمایا کہ میں نے قلوب و اذہان میں ولولہ تازہ بھر دیا اور انہی کی تتبع میں افتخار احمد حافظ قادری نے راولپنڈی سے بخارا و سمرقند کے سفر کئے اور ہمیں اپنا رفیق سفر بنا کر کرم فرمایا۔ رب کریم ان کی سعی کو شرف قبول بخشے اور ان کی اس خدمت کو ملت و امت کے لئے نفع و خیر کا باعث بنائے۔

آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین وصل اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم

غبارِ راہِ حجاز
ملک محبوب الرسول قادری
مدیر سوئے حجاز و انوار رضا،
چیئرمین اسلامک میڈیا

ڈاکٹر محمد ساجد نظامی

خانقاہ معلی حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ مکھڈی / مکھڈ شریف (اٹک)

حوالہ نمبر ______ تاریخ 08-12-2016

سنہری باب

سمرقند و بخارا اسلامی تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔ یہاں کے متلاشیان علم نے نہ صرف خود حصول علم کے لیے دور دراز کے سفر طے کیے بلکہ یہ خطہ عظیم دیگر ممالک کے اہل علم کے لیے ہمیشہ سے ہی کشش کا باعث رہا۔ درس گاہ حضرت مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ صدیوں پر محیط ہے۔ اس درگاہ میں مولانا محکم الدین رحمۃ اللہ علیہ اور بعد از آں آپ کے شاگرد رشید حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ مکھڈی نے علم و حکمت کے وہ گوہر ہائے تابدار پیدا کیے جن سے ایک جہاں روشن ہوا۔ یہاں مولانا حافظ عابد جی مہاروی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا زین الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے زانوئے تلمذ طے کیا۔

اس درسگاہ کی شہرت کا عالم یہ تھا کہ کابل و قندھار اور سمرقند و بخارا سے بڑی تعداد میں طلبا حصول علم کے لئے یہاں حاضر ہوتے۔ آج بھی عربی و فارسی زبان میں مختلف علوم پر لکھے گئے مخطوطات جو کتب خانہ مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ میں محفوظ ہیں اُس دور کی عظمت رفتہ کی یاد دلاتے ہیں۔

میرے ممدوح جناب افتخار احمد حافظ قادری صاحب نے خطہ عظیم سمرقند و بخارا کی چند سال قبل سیاحت کی۔ اپنے مشاہدات کو سفرنامے کی صورت میں پیش کر کے اس خطے کی علمی روایت کی داستان سنانے کے لیے حاضر ہیں۔ حافظ صاحب نے سفرنامے کی اسلامی روایت کو زندہ کیا ہے۔ اللہ رب العزت انھیں عمر خضری عطا کرے اور وہ اپنے منفرد امتیازی کام کے ساتھ ہمیشہ ایک الگ حیثیت سے داد تحسین سمیٹتے رہیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین

محمد ساجد نظامی (خاکپائے اولیاء)

محمد منشا تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ، لاہور، پنجاب

حوالہ نمبر ______ تاریخ 12-12-2016

سیاحِ عصر یا سفیرِ روحانیت؟

اس جہان رنگ و بو میں بڑے بڑے نامور سیاح گزرے ہیں، جنہوں نے اپنے اپنے مزاج کے مطابق اپنے سفرناموں کو قلم کی زینت بنایا۔ عصر حاضر میں حضرت علامہ مفتی محمد محب اللہ نوری مدظلہ، ناظم اعلیٰ دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف نے "سفر محبت" اور "چند روز مصر میں" حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً و تعظیماً مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ، بغداد شریف اور ملک مصر کے اسفار کو تصانیف کی صورت دی جو لائق مطالعہ و استفادہ ہے۔

مگر محترم المقام حضرت الحاج افتخار احمد حافظ القادری زید مجدہٗ کا قلم تو ان کے سفرناموں میں پیہم مصروف ہے۔ اس وقت تک ڈیڑھ دو درجن کے قریب ان کے سفرنامے منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہو چکے ہیں۔ موصوف کے سفرناموں کی کیفیت بڑی انوکھی اور نرالی ہے۔ دنیائے اسلام کے نامور اولیائے کرام، اہل بیت عظام، سادات ملت کے مزارات کی فقط زیارت کو ہی اپنا مطمع نظر نہیں بنایا۔ بلکہ ان مزارات کے اندرونی و بیرونی احوال و آثار کو کیمرہ کی آنکھ میں محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ تحریر و تصاویر کو نہایت عمدہ اور والہانہ تعارف کی صورت میں اہل علم و قلم، محبان اولیاء اور مورخین کے لئے ارمغان محبت کے طور پر تسلسل سے پیش کرتے آرہے ہیں۔

زیب نظر سفرنامہ بھی ان کی حسنات طیبات میں قابل قدر اضافہ ہے جو ''سفرنامہ زیارت ازبکستان'' سے موسوم ہے۔ یہ سفرنامہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ اسلامی ملک بھی انہیں ریاستوں میں شامل تھا جن پر ایک عرصہ تک روس نے قبضہ جمائے رکھا اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو روس کو محدود کر دیا اور اس کے زیر قبضہ ریاستیں آزاد ممالک کی صورت میں اجاگر ہوئیں۔

سفیر روحانیت یا سیاح عصر جناب افتخار احمد حافظ قادری کے مقدر کا کیا کہنا کہ جنہیں اپنے بزرگوں کی نگاہ خاص سے تاشقند، بخارا، سمرقند ایسے تاریخی شہروں کے اولیائے کرام، ائمہ اسلام کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت عظمیٰ نصیب ہوئی اور انہیں باکرامت اولیائے کرام کی ''مجسمہ کرامت حافظ صاحب'' نے اس بابرکت کتاب کو قارئین کرام کی ضیافت عشق کا سامان بنایا۔ یہ تاریخی کارنامہ انہیں کا ہی حصہ تھا جو انہیں نصیب ہوا۔ اور انہوں نے اپنے دامن میں چھپانے کی بجائے جواد بن کر اہل محبت کے دامن میں ڈال دیا۔

موصوف کو راقم السطور کے الفاظ کی چنداں ضرورت نہیں بلکہ یہ تو ان کا احسان ہے کہ پاکستان میں بیٹھے ہوئے ''اولیائے ازبکستان'' کی بارگاہ میں پہنچادیا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ حضرت حافظ صاحب کی ان تاریخی مساعی جمیلہ کو قبولیت کا دائمی شرف عطا فرمائے اور صحت وتندرستی کے ساتھ انہیں ایسی مزید تاریخی مثالیں قائم کرنے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے آمین ثم آمین

بجاہ رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

محمد منشا تابش قصوری۔ مرید کے

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور (پاکستان)

پاکستان

کوثر عباس علوی

مصنف کُتب افتخار احمد حافظ قادری

ایک دن سیّد رفاقت علی شاہ صاحب کا فون آیا کہ کوئی صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں، میں نے کام کا پوچھا تو فرمانے لگے کہ وہ ملاقات کے وقت ہی پتا چلے گا۔ ملاقات پر معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے ''مسند فاطمۃ الزہراء'' کا اردو ترجمہ کروانا چاہتے ہیں اور اس کام کے لیے میرا انتخاب کیا ہے۔ جب اُن صاحب سے بات ہوئی تو پتہ چلا کہ وہ خود بھی عربی زبان میں کافی مہارت رکھتے ہیں، لیکن احتیاط کا دامن نہیں چھوڑنا چاہتے اور احادیثِ رسول ﷺ کے علاوہ عربی اصطلاحات اور گرائمر وغیرہ کا بھی خاص خیال رکھنا چاہتے ہیں میں اُن کی اس احتیاط سے جہاں متاثر ہوا وہاں اُن کے جذبے اور اِس وادی میں اُن کی احتیاط کا بھی قائل ہو گیا۔ ان صاحب کا نام حافظ افتخار احمد قادری تھا اور یہ میرا ان سے پہلا تعارف تھا۔

حافظ صاحب کافی کتابوں کے مصنف ہیں، اس کے علاوہ درود وسلام کا عظیم انسائیکلوپیڈیا بھی ان کا ایک عظیم کارنامہ ہے، باقی کتابوں کی طرح یہ کتاب بھی علمی لحاظ سے ایک منفرد حیثیت کی حامل ہے۔ سفرنامہ ازبکستان میں کافی معلومات ہیں اور ان معلومات کو ایک جداگانہ حیثیت کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں حضرت قثم بن عباس، حضرت ابومنصور ماتریدی، امام بخاری وغیرہ کے مزارات مبارکہ کا تذکرہ ہے۔ لیکن اس کتاب کی سب سے منفرد بات یہ ہے کہ اس میں تحریر اس قدر جاندار ہے کہ پڑھنے والے کو بوریت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا، تحریر چاشنی سے بھرپور

ہے جوایک طرف مصنف کے ادبی ذوق کا پتا بتاتی ہے تو دوسری طرف ان کے جذبہ عشق کی داستان بھی سناتی ہے، ان کا یہ جذبہ عشق ادب سے مزین ہے، سفرنامہ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کو اولیاء اللہ اور بزرگان دین سے والہانہ محبت ہے، اور اس مقصد کے لیے وہ دور دراز کا سفر کرنے سے بھی باز نہیں رہ سکتے، کوئی رکاوٹ ان کے اس جذبے کو مات نہیں دے سکی، جیسا کہ اس کتاب کے علاوہ ان کی باقی کتب بھی مختلف ممالک کے حوالے سے ہیں اور وہاں جانے کا واحد مقصد صرف وہاں موجود بزرگانِ دین کے مزارات مقدسہ کی زیارت ہوتا ہے۔

میں نے کافی لوگوں کے سفرنامے پڑھے ہیں، مگر ان سفرناموں میں وہاں کے مختلف ہوٹلوں، تاریخی مقامات، مشہور سیرگاہوں وغیرہ کا تذکرہ ملتا ہے، یا وہ سفرنامے اس حوالے سے ہوتے ہیں کہ کسی کا کسی خاص حوالے سے وہاں جانا ہوا اور اس دوران وہاں کی روداد لکھ دی، یا کوئی پیشہ ور لکھاری تھا اور کاروباری لحاظ سے سفرنامہ لکھ کر چھاپ دیا مگر حافظ صاحب کے باقی سفرناموں کی طرح یہ سفرنامہ بھی دنیاوی آلائشوں اور مقاصد سے پاک ہے، اس کا مقصد صرف اور صرف اللہ کے اولیاء کے مزارات کریمہ کی زیارت ہوتی ہے، یہ سراسر نصیب کی بات ہے، یہ وہ سعادت ہے جو اللہ کی عطا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حافظ افتخار احمد صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کو دین و دنیا میں برکت عطا فرمائے۔ والسلام

کوثر عباس علوی

کالم نگار روزنامہ پاکستان

''فائدہ بخش سفرنامہ''

1438ھ

افتخارِ قادری کی یہ نئی یکتا کتاب !!!
لطف رب مستعاں سے چھپ گئی باآب وتاب
ہے یہ دفتر علم وفن کا بے مثال و بے نظیر
لفظ ہے ہر ایک اس کا اک درخشاں ماہتاب
اُن کے اک سفر مبارک کی ہے اس میں سرگزشت
اس سفر میں آپ نے پائی سعادت بے حساب
روضۂ حضرت قثم ؓ کی دید کا پایا شرف !!!
روح و ایمان پر اک آیا جس سے تازہ انقلاب
مصطفیٰ ﷺ کے ہیں صحابی وہ شہید راہ حق
حضرت عباس ؓ کے نور نظر عظمت مآب
یہ سفرنامہ ہے مخزن زریں معلومات کا
اہل ذوق وجستجو اس سے کریں گے اکتساب
شامل اس میں نادر و نایاب تصویریں بھی ہیں
جن کے باعث بن گیا ہے یہ مرقع لاجواب
دید کے لائق بھی ہے اور داد کا بھی مستحق
ہے یقیں مجھ کو سراہے گا اسے ہر شیخ و شاب
اِس کتاب خوب کا سال رسا فیضِ الامیں
کہہ دو از روئے ادب ''کتابِ حافظ مستجاب''

2017 = 2016+1

صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی۔ ایم اے مونیاں شریف (گجرات)

مصنف کتاب ہذا
افتخار احمد حافظ قادری
کی کتب پر
چند
منثور و منظوم
تاثرات وقطعات تاریخ

افتخار احمد کی نور افشاں وکیف افزاء کتب
چہرہ تاریخ علم ومعرفت کا ہے نکھار!!!

افتخار احمد حافظ قادری کے سفرنامے

سرور انبالوی

بال جبریل میں علامہ اقبال کی ایک نظم ہے جس کا عنوان ہے ''روح ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے'' اُس کے پہلے ہی بند میں علامہ مرحوم نے انسان کو سفر کی تلقین کی ہے ملاحظہ ہو۔

کھول آنکھ زمیں دیکھ، فلک دیکھ، فضا دیکھ
مشرق سے اُبھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ
اس جلوۂ بے پردہ کو پردوں میں چھپا دیکھ
ایام جدائی کے ستم دیکھ جفا دیکھ
بے تاب نہ ہو معرکۂ بیم و رجاء دیکھ

زندگی کا سفر بڑا اکٹھن اور طویل ہے اس میں قدم قدم پر مشکلات سے واسطہ پڑتا ہے پاؤں فگار ہو جاتے ہیں، ہر گام رکاوٹیں ہر قدم حواث راستہ روکے کھڑے ہیں عزائم راسخ ہوں اور ارادے اٹل تو کوئی بڑی سے بڑی مشکل ہو آسان ہو جاتی ہے۔ جگر مُرادآبادی نے کہا تھا۔

کس کی تلاش، کونسی منزل نظر میں ہے
صدیاں گزر گئیں کہ زمانہ سفر میں ہے

زندگی کے طویل اور کٹھن سفر کے علاوہ انسان طرح طرح کے اسفار سے دوچار ہوتا رہتا ہے۔ زندگی میں انسان کو سینکڑوں قسم کے سفر کرنے پڑتے ہیں لیکن اس کے لئے عزم، حوصلہ، تڑپ، اور ذوق وشوق لازمی ہے۔ سفر کوئی بھی ہو عزم، حوصلہ، ذوق وشوق اُسے آسان بنادیتا ہے۔

یہ سعادت اُمت مسلمہ کو ہی حاصل ہے کہ اللہ کی راہ میں طویل اور کٹھن سفر صدیوں سے طے کر رہی ہے یہ سلسلہ ابدالاباد تک جاری رہیگا حج، عمرہ اور مقامات مقدسہ کے طول وطویل سفر، عجیب لذت، کیف وسرور اور قلب ونظر کی بالیدگی اور روح کی آسودگی کا وسیلہ بھی ہے اور مطالعہ ومشاہدہ کا وسیلہ بھی جو ہر ایک کا مقدر نہیں۔

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے
ہزار ہا شجر سایہ دار راہ میں ہے

اہل ایمان کے لئے سفر حج وعمرہ، ایران، عراق، ترکی، مصر، بغداد، اجمیر شریف، دہلی اور ہزاروں ایسے مقامات جو اپنے دامن میں گنجہائے گرانمایہ لئے ہیں، دلدادگان نظارہ کو دعوت نظارگی دیتے رہتے ہیں۔ اور پھر مسافران باذوق واپسی پر اپنے تاثرات کو سفرنامہ کی صورت میں خلق خدا کی نذر کردیتے ہیں جو اُن کی دلچسپی کا ضامن بنتے ہیں۔

''افتخار احمد حافظ قادری'' بڑے معروف محقق، مصنف ہیں ان کے ابتک دو درجن کے قریب سفرنامے شائع ہو چکے ہیں۔ ان کی تحریر میں پختگی، شگفتگی، عقیدت، مودت اور بزرگان دین، صحابہ کرام اور اہل اللہ سے حد سے فزوں تر شیفتگی شامل ہے۔ کچھ عرصہ قبل انہوں نے ''سفرنامہ زیارات ترکی''، ''سفرنامہ زیارت شام و دیارِ

حبیب ﷺ''، ''سفرنامہ زیارات مراکش'' اور ''سفرنامہ عراق واُردن'' شائع کئے ہیں جن کے لئے وہ جائز طور پر قابل ستائش اور لائق مبارکباد ہیں۔ ان کی تحریریں جامعیت، عقیدت ومودت، تفصیل کے ساتھ ساتھ مقامات مقدسہ کی ایسی جامع تفصیل اور ہوبہو تصویر کشی ہوتی ہے کہ قارئین ایسے محسوس کرتے ہیں کہ وہ خود بھی اُن کے ہمراہ مقامات مقدسہ کی زیارت سے مستفید ہو رہے ہیں۔

یہ اُس کی دین ہے جسے پروردگار دے

وہ مقامات مقدسہ اور زیارات کی تفصیل اور جامعیت کو اس خوبصورتی سے پیش کرتے ہیں کہ اُن کے قارئین کے دل کی گہرائیوں سے ہوک اٹھی ہے کہ کاش ہمیں بھی ان مقامات جلیلہ اور مقدسہ کی زیارات سے فیضیاب ہونے کی سعادت حاصل ہو۔

خالی باتوں سے تو ہوتی نہیں عزت پیدا
آنکھ کچھ دیکھتی ہے جب تو ادب کرتی ہے

سفرنامہ زیارات ترکی جناب افتخار احمد حافظ قادری صاحب نے مرتب و مدون کیا ہے۔ ترکی پاکستان کا نہایت معتبر دوست اور ایک اسلامی ملک ہے اس کا سفر انہوں نے سید محمد انور گیلانی مدظلہ العالی کی ہمراہی میں کیا اور وہاں کے مزارات مقدسہ اور عجائبات کو بغور دیکھا اور اس سفر کی بھی روداد اس خوبصورتی اور چابکدستی سے مرتب اور مدون کی کہ بے ساختہ زبان سے **سبحان اللہ** نکل جاتا ہے۔ کتاب میں لاتعداد تصاویر بھی موجود ہیں جن سے کتاب بڑی جامع اور گراں قدر ہوگئی ہے۔ مثلاً فاتح قسطنطنیہ سلطان محمد، مزار مبارک شمس تبریز، سلطان عبدالمجید خان، تبرکات نبویہ ﷺ، مساجد استنبول، ادرنہ، برصہ، انقرہ وغیرہ۔

اس کتاب کے آخر میں ان کا انگریزی میں لکھا ہوا مقالہ بھی شامل ہے جس نے اس کتاب کو اور بھی وقیع بنا دیا ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں انگریزی زبان پر بھی پورا عبور حاصل ہے۔

سفرنامہ زیارات ترکی میں بہت سی نادرونایاب تصاویر ہیں جنہوں نے اس کتاب کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

اس کے علاوہ "زیارات ایران" اور "زیارات مصر" بھی انہوں نے مرتب کی ہے جس میں لاتعداد تصاویر اور نہایت دلچسپ حالات کو نہایت خوبصورت انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

حال ہی میں اُن کی ایک تازہ تصنیف سیدہ حمزہ بن عبدالمطلب ﷺ زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آئی ہے جو لائق مطالعہ ہے۔ اِس سے قبل اُردو زبان میں اس موضوع پر اتنی جامع کتاب دیکھنے میں نہیں آئی۔

عید میلاد النبی ﷺ کے مبارک موقع پر سرکار مدینہ ﷺ کے 1000 اسمائے مبارکہ سے مزّین درود و سلام کا ایک قابل قدر گلدستہ منظر عام پر آیا ہے۔

ان شاء اللہ اُن کا یہ تصنیفی و تالیفی کام ان کے نام کو ہمیشہ زندہ رکھے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اُن کی جملہ کتب اُن کی بخشش ومغفرت کا سبب بن جائیں۔ آمین۔

سرور انبالوی

Khawaja Muhammad Shareef

Khawaja and Khawaja Law Associates

1-Turner Road Opp High Court, Lahore, Pakistan
Lahore, Punjab, Pakistan

افتخار احمد قادری کا سفرنامہ

دُنیا میں سفر دو طرح کے ہوتے ہیں ایک سفر میں جسم متحرک ہوتا ہے جبکہ روح ساکن ہوتی ہے اور دوسری طرح کے سفر میں جسم اور روح دونوں متحرک رہتے ہیں پہلی قسم کے سفرنامے اپنے اندر دلچسپی چاشنی اور دل کشی سموئے ہوتے ہیں اس میں یقیناً مطالعہ کی تشنگی، ذاتی تجربات اور حرکات وسکنات پنہاں ہوتے ہیں جبکہ دوسری قسم کے سفرنامے ایسے ہوتے ہیں جو جسم کے ساتھ ساتھ روح کی بالیدگی کا بھی سبب بنتے ہیں اور ان کو پڑھنے والوں پر برکتوں اور رحمتوں کی ایسی پھوار پڑتی ہے جو اُن کو ایک عجیب اور پر کیف اضطرابی کیفیت میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

میرے زیر نظر جو سفرنامہ ہے اس کا تعلق اس دوسری قسم کے سفرنامے سے ہے یہ سفر در حقیقت شہزادہ غوث الثقلین سید محمد انور گیلانی قادری سجادہ نشین دربار عالیہ قادریہ سدرہ شریف نے سدرہ شریف سے مدینہ منورہ تک فرمایا اور جس میں انہوں نے اپنے مرید خاص مصنف کتاب افتخار احمد حافظ قادری کو زیارات شام و دیار حبیب ﷺ پر حاضری کی سعادت کیلئے اپنی ہمراہی کا شرف بخشا اور واپسی پر اس سفر کے روحانی اثرات کو بذریعہ قلم صفحہ قرطاس پر بکھیرنے کی ہدایت اس نظریہ کے تحت فرمائی تاکہ قاریان اس سفر کی روحانی برکات سے فیض یاب ہو سکیں۔ افتخار احمد حافظ قادری کو یہ سعادت حاصل ہے کہ وہ شہزادہ غوث الثقلین السید محمد انور گیلانی قادری کی صحبت میں

دیگر اسلامی ممالک میں بھی زیارت مقدسہ پر حاضری دے چکے ہیں۔ سید محمد انور گیلانی قادری کے روحانی سفر کو افتخار احمد حافظ قادری نے مدلل انداز میں بیان کرکے زیارات مقدسہ پر حاضری کو ایک منطقی اور روحانی تاثیر میں بدل دیا ہے۔

افتخار احمد حافظ قادری کے قلم سے لکھا ہوا ایک ایسا ہی سفرنامہ ہے۔ مصنف نے پہلے حصہ میں سفرنامہ زیارات شام اور دوسرے حصہ میں دیار حبیب ﷺ کا ذکر تاریخی پس منظر کے ساتھ کیا ہے مصنف نے شہر دمشق کا پس منظر جس خصوصی خدوخال کے ساتھ اور بالخصوص اسلام کے دو نامور سپوت اور سپہ سالاران نورالدین زنگی اور صلاح الدین ایوبی کے خصوصی تذکرے سے اس سفرنامہ میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا عکس جھلکتا ہے جس کو پڑھ کر قاری مسحور ہو جاتا ہے اور اس کے اندر عالم اسلام کے لئے کچھ کر گزرنے کا ایک جوش اور ولولہ پیدا ہوتا ہے صلاح الدین ایوبی کے کردار کو دیکھ کر برملا یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ کاش وہ ماضی کے اُن اوراق سے نکل کر ہمارے درمیان آ جائیں تاکہ عالم اسلام پر چھائی ہوئی، مایوسی اور قنوطیت کی کالی گھٹائیں دور ہو سکیں اس پر آشوب دور میں جب عالم اسلام ابتری کا شکار ہے اور تمام مسلم ممالک بھرپور وسائل کے باوجود کشکول لے کر مغربی ممالک کے سامنے بھکاری بنے بیٹھے ہیں ضرورت ایک صلاح الدین ایوبی جیسے نڈر اور بے داغ سپہ سالار کی ہے جو سوئی ہوئی مسلم امہ کو بیدار کر سکے۔

اس سفرنامے کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے دریا کو کوزے میں سمو دیا ہے۔ جس کی وجہ سے قاری اس کو باآسانی ایک نشست میں پڑھ سکتا ہے اس کے مطالعہ سے روح میں بالیدگی اور افکار میں ایمان کی حرارت پیدا ہوتی ہے۔ سفرنامہ

اپنے اندر اسلامی تہذیب وتمدن اور اسلامی روایات عقائد کو سمیٹے ہوئے ہیں۔ مصنف نے شہر دمشق اور مدینہ منورہ کے مختلف مقامات کو تصاویر، روایات اور احادیث کو یکجا کر کے اپنے ذاتی تجربات کو ایک خاص پیرائے میں جگہ دی ہے جو ان کے ایک منفرد اسلوب کی غمازی کرتا ہے۔ مصنف نے متعدد مقامات پر اپنے قلبی احساسات کو ایک خاص دائرے میں پرو کر سادہ مگر علمی پُر مغز انداز میں اپنے روحانی تجربات سے آگاہی دی ہے۔ مصنف کا اسلوب نگارش سادہ اور پرکار ہے ان کے انداز بیان میں روحانیت اور سلاست ہے سفرنامہ کی ایک خوبصورتی یہ بھی ہے کہ اس میں احادیث مبارکہ کو مقامات اور واقعات کی کڑی کے ساتھ ایک خاص پس منظر میں بیان کیا گیا ہے جو قاری کی طبیعت کو سہل رکھتی ہے۔

سفرنامہ میں مصنف کی آقا دو جہان ﷺ سے محبت جو کہ ہمارے ایمان کا پہلا جز ہے کا احساس جگہ جگہ ہوتا ہے اور اس سفرنامے کو پڑھ کر حضور ﷺ سے بے انتہا محبت اور عقیدت کا احساس اور شدت اختیار کر جاتا ہے۔ مدینہ منورہ کے اہم مقامات اور ان کی فضلیت کو جس دل کش انداز میں بیان کیا گیا ہے اس سے قاری کے اندر مدینہ منورہ کو بار بار دیکھنے کی تڑپ پیدا ہوتی ہے۔

افتخار احمد حافظ قادری نے یہ سفرنامہ مختلف کتب سے بھرپور استفادہ اور انتھک محنت اور عرق ریزی کر کے دس سال کے بعد قرطاس ابیض کیا ہے جو اُن کے محقق اور عالم ہونے کی دلیل ہے اس سفرنامہ کو پڑھ کر ہر مسلمان کی روح شگفتہ اور سرشار ہو جاتی ہے اور خاص طور پر مدینہ منورہ کی تمثیلیات و دیگر مقامات مقدسہ کا ذکر اپنے اندر برکات سمیٹے ہوئے نظر آتے ہیں ان کو پڑھ کر قاری اپنے قلب کو گناہوں کی

ظلمتوں سے نکال کر مدینہ منورہ کی وادی میں روحانی غسل سے فیض یاب ہوتا ہے اور یہ کہ مدینہ منورہ کے ساتھ خاص تڑپ دیارِ غیر میں اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ مدینہ منورہ کے اہم مقامات کا تذکرہ مع احادیث مبارکہ آقائے دو جہان ﷺ کے ساتھ محبت کو ایک لازوال بندھن میں باندھ دیتا ہے اور اس طرح عشق مصطفیٰ ﷺ میں کھو کر قاری مدینہ منورہ کے مقامات میں روحانی کھوج لگاتا نظر آتا ہے۔

میں اپنی کم علمی کے باعث ایسے مقدس، روحانی اور علمی و مستند سفرنامہ پر کسی حاشیہ آرائی کا اہل تو نہ ہوں البتہ ایک عقیدت مند کی حیثیت سے اپنے دلی جذبات جو سفرنامہ کو پڑھ کر محسوس ہوئے وہ ضبط تحریر میں لانے کی جسارت کر رہا ہوں امید کرتا ہوں کہ یہ سفرنامہ اس قحط الرجال کے زمانہ میں منفرد روحانی آپ بیتی جو آقائے دو جہان ﷺ کی ذات مبارکہ اور ان کے اردگرد کے مقامات کا احاطہ کرتی ہے ہمیں عشق مصطفیٰ ﷺ کی محبت اور عقیدت سے سرشار کر دیتی ہے جس میں قاری کھو کر اپنی روح کو دنیا کے گورکھ دھندوں اور آلائشوں سے پاک کر کے تر و تازہ اور سرسبز رکھ سکتا ہے۔

آخر میں، میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس سفرنامہ کی اشاعت کا سہرا جناب سید حسنین محی الدین گیلانی کے سر ہے جو یقیناً مبارکباد کے بھی مستحق ہیں اگر ان کی مسلسل تحریک اور کوششیں قادری صاحب کے ہمراہ نہ ہوتیں تو اس سفر مقدس کی تفاصیل کبھی بھی منظر عام پر نہ آ سکتی تھیں کیونکہ یہ سفر مبارک آج سے تقریباً دس سال قبل ہوا تھا اور اتنی پرانی یادوں اور معلومات کو صفحہ قرطاس پر منتقل کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔

خواجہ محمد شریف

ع،م، چوہدری ایم اے

بانی و خادم دڑ و ویل،
ڈاکخانہ مسافرخانہ،
بہاولپور

سفرنامہ زیارات شام و دیار حبیب ﷺ

کتاب ایک بہترین دوست ہے۔ کتاب لکھنے والا پوری انسانیت کا محسن ہوتا ہے اور یہ ایک ایسا صدقہ جاریہ ہے جو سینہ بسینہ آنے والی نسلوں کو فیض یاب کرتا ہے۔ جب موضوع ایسا پاک اور متبرک ہو تو کتاب اور زیادہ فیض رسانی کا سبب بنتی ہے۔

سفرنامہ موجودہ دور کی ایک مقبول صنفِ ادب ہے۔ اردو میں آج کل خاص طور پر سفرنامے کثرت سے لکھے جا رہے ہیں اور حج و عمرہ کی سعادت حاصل کرنے والوں نے بھی بہت سے اہم سفرنامے لکھے ہیں۔

یہ سوال اکثر کیا جاتا ہے کہ جگہ ایک ہی ہے اور لوگ وہاں بار بار جاتے ہیں پھر سفرنامہ لکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ حضرت واصف علی واصف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "پہاڑ پر چڑھنے کا ہزار راستہ ہے لیکن جو چڑھا اُس کے لئے ایک ہی راستہ ہے"۔ اس طرح اس متبرک سفر پر جانے والوں میں ہر ایک کی روحانی اور وجدانی کیفیت مختلف ہوتی ہے۔ ہر آنکھ اپنی استطاعت اور ظرف کے مطابق جلوۂ جاناں کا نظارہ کرتی ہے۔ زیارت حرمین ہر مسلمان کے دل کی تمنا ہے۔ ہر سال لاکھوں کروڑوں لوگ اس تمنا کی آبیاری کے لئے وہاں جاتے ہیں مگر ہر شخص کا تجربہ دوسروں سے الگ اُس کا اپنا تجربہ ہوتا ہے۔

ہزار بار زمانہ اِدھر سے گزرا ہے
نئی نئی ہے مگر تیری رہگزر پھر بھی

ایک مسلمان کے لئے اس سے بڑے نصیب کی اور کیا بات ہوگی کہ اسے مواجہہ شریف کے سامنے حاضری کی سعادت حاصل ہو، اور وہ اپنی آنکھوں سے اس ارفع واعلیٰ مقام کو دیکھ لے، جو مسلمانانِ عالم کے لئے زندگی کا استعارہ ہے۔

اس عظیم موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور لکھا جاتا رہے گا لیکن جناب افتخار احمد حافظ قادری صاحب نے اپنی سابقہ حسین اور خوبصورت روایت کو برقرار رکھتے ہوئے جو کچھ اس کتاب میں رقم کیا ہے۔ وہ اُن کی عقیدت و نیازمندی کا ایک درخشاں باب ہے۔ ان کی اس تصنیف کا ہر لفظ پاک و مطہر اور ہر سطر میں محبت رسول ﷺ کی خوشبو رچی بسی ہے۔ کتاب میں درج دلکش نورانی، وجدانی اور روحانی واقعات کی دل آویزی، قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔

حافظ صاحب کا اندازِ تحریر بہت سادہ ہے اور وقت مطالعہ قاری اپنے اوپر بوجھ محسوس نہیں کرتا بلکہ اپنے اندر ایک تازگی اور روحانی مسرت محسوس کرتا ہے۔ یہ کتاب بصارت، بصیرت اور تاریخ کا ایک حسین گلدستہ ہے۔

دنیا میں جس قدر خیر و برکت نازل ہوتی ہے۔ نیک لوگوں کی بدولت ہوتی ہے۔ اس جہاں میں نیک لوگ ہماری سعادت اور خوش بختی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ یہ مردانِ خدا ہم تک خیر و برکت پہنچانے کا اسی طرح وسیلہ بنتے ہیں۔ جس طرح پھول ہم تک خوشبو پہنچانے کا ذریعہ بنتا ہے۔ حافظ صاحب بھی "**گلزار محمدی** ﷺ" کے ایک ایسے ہی پھول ہیں۔ جنہوں نے عشق رسول ﷺ کی خوشبو کو اپنے اندر سمویا ہوا ہے اور پھر اس محبت رسول ﷺ کی خوشبو کو اپنے پورے سوز و درد کے ساتھ خلقِ خدا میں تقسیم فرما رہے ہیں۔ **جزاک اللہ**

سفرنامہ زیارات ازبکستان

حافظ صاحب ان خوش نصیب لوگوں میں شامل ہیں جنہیں آقا ﷺ نے بار بار اپنی بارگاہ میں حاضری کا شرف عطا فرمایا ہے۔ اور 2 بار انہیں خانہ کعبہ کے اندر بھی حاضری کی سعادت حاصل ہے۔ ان کی اس متبرک و مبارک کتاب میں قلبی واردات کے ساتھ ساتھ تاریخی معلومات کا بیش بہا خزانہ بھی موجود ہے جو قاری کے ذہنی، روحانی اور تاریخی شوق کو جلا بخشتا ہے۔

راقم الحروف یہ سمجھتا ہے کہ لفظ بے جان ہوتے ہیں لیکن اگر وہ کسی درد آشنا کے نوکِ قلم پر آ جائیں تو بولنے لگتے ہیں۔ یہ ملکہ حافظ صاحب کو حاصل ہے۔ وہ جس جگہ کا تعارف کراتے ہیں گویا وہ منظر آنکھوں کے سامنے آ کر خود حالِ دل سنانے لگتا ہے۔

جناب حافظ صاحب کی اس کتاب کا ایک ایک لفظ قاری کی روح اور قلب میں سما جانے کی طاقت رکھتا ہے۔ خوبصورت سرورق، مضبوط جلد، اعلیٰ کاغذ اور نفیس چھپائی، اس کے ساتھ ساتھ تحریر کی روانی، شائستگی اور سادگی دل کو بہت بھاتی ہے۔ رنگین اور خوبصورت تصاویر نے کتاب کی اہمیت میں دو چند اضافہ کر دیا ہے۔

میرے خیال میں ایسے سفرنامے لکھے جاتے رہنے چاہیں کیونکہ جو پہلی بار حج و عمرہ کی سعادت حاصل کرتے ہیں اُن کے لئے ایسی کتابیں خضرِ راہ کا کام دیتی ہیں اور عشاق رسول ﷺ کے لئے بھی یہ کتاب کسی نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں ہے۔ میں جناب حافظ صاحب کو ان کی اس متبرک اور نادر کتاب پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور عمر خضر سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

دعا گو

ع،م، چوہدری ایم اے

سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

یہ اشعار صنعتِ توشیح میں ہیں جس کے ہر شعر کے
مصرع اول کا پہلا حرف لینے سے مصنف کتاب ہذا کی حال میں
شائع ہونے والی کتاب "سید حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ"
برآمد ہو جاتا ہے۔

س	سکھی کی جھکی اُن کے در پر جبیں	کوئی آپ سے بڑھ کر ارفع نہیں
ی	یہ قول محمد ﷺ بھی افضل بھی ہے	نہیں اس سے بڑھ کر کوئی اور شے
د	دلوں میں مقام اُن کا ہر آن ہے	محمد ﷺ کے بہتر چچا آپ ہیں !!!
ح	حقیقت میں رُتبہ ہے اُن کا بڑا	کوئی اُن سے بڑھ کر نہیں دوسرا
ض	ضمیر اُن کا روشن بھی تاباں بھی تھا	بڑا کام یہ قادری نے کیا !!!
ر	رہے گا یہ کام اُن کا روشن سدا	رہے گا یہ کام اُن کا زندہ سدا
ت	ترا کام ارفع بھی اعلیٰ بھی ہے	ادب میں تیرا نام اونچا بھی ہے
ح	حقیقت میں اونچا تیرا نام ہے	رہیگا جو باقی تیرا کام ہے
م	مُراد دلی تیری بر آئے گی	زمانہ سرائے گا کاوش تیری
ز	زہے تیری کاوش زہے تیرا کام	دمکتا رہے گا تیرا اس سے نام
ہ	ہمیشہ تیرا نام روشن رہے	خدا سے صلہ اس کا تجھ کو ملے

سرور انبالوی بانی وصدر: بزم گلزار ادب، راولپنڈی کینٹ

قطعہ تاریخ اشاعت

سفرنامہ زیارات ترکی

"دل افروز سفرنامہ زیارات ترکی"
2013ء

"مجموعہ حسن طبع افتخار احمد قادری"
2013ء

کرائیں سیر ترکی کی مجھی افتخار احمد	جو مرکز اولیاء کا ہے بجا ارض عقیدت ہے
بفیض خانقاہ سدرہ، میسر اہل ایماں کو	سفرنامہ زیارت محبت کی زیارت ہے
تبرکات نبویہ، تبرکات دیگر کی	دکھائے یہ سفرنامہ ہمیں موجودہ حالت ہے
ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہوں یا کہ آق شمس الدین	معطر ان کے ذکر خیر سے سفر سعادت ہے
مزین ہے سفرنامہ یہ ذکر پیر رومی رحمۃ اللہ علیہ سے	فضیلت ارض ترکی کی بڑھی جن کی بدولت ہے
بنا ہے یہ سفر نامہ تعارف اُن مساجد کا	رقم تاریخ میں جن کی موقر شان وعظمت ہے
ہوئی پھر سے ہے تازہ یاد عثمانی خلافت کی	مثالی عظمت رفتہ کی جو دل کش حکایت ہے
مشائخ اور بھی جو ہیں جہانِ حال و ماضی کے	ہوئی تفصیل سے اُن کی وضاحت بالصراحت ہے
عیاں ہیں خوب جو ہر اس میں تحقیق وتفحص کے	کمال جستجو سے ہر ورق اس کا عبارت ہے
محبت رنگ لے آئی ہے زیب وزین سدرہ کی	مسلم جن کی دنیا میں ارادت اور سیادت ہے

کہو مہجور رضوی، ہاتف غیبی کے ایما پر
"سفرنامہ بہار معرفت" سال اشاعت ہے
1434ھ

از اثر خامہ
سید عارف محمود مہجور رضوی، گجرات

قطعہ تاریخ اشاعت
سفرنامہ شام و دیار حبیب

''قال ومقال جناب افتخار احمد قادری''	''عالی قدر سفرنامہ شام و دیار حبیب''
2014ء	1435ھ

بفیضان دربار سدرہ شریف ۔۔۔ ہوا تحفہ جانفزا اک نصیب
عقیدت ، محبت کی ہے داستاں ۔۔۔ یہ ہے تذکرہ حبیب لبیب
زیارات شام و مدینہ شریف ۔۔۔ کا ہے یہ بجا ، خوشنما اک نقیب
صحابہ و آل نبی ﷺ کا اسے ۔۔۔ کہیں دلربا ارمغان عجیب
سلاطین حق ، اولیاء کاملین ۔۔۔ نظر آئیں اس میں نظر کے قریب
سفرنامہ عشق و مستی ہے یہ ۔۔۔ جو مردہ دلوں کا ہے حاذق طبیب
دکھائے ہے رستے یہ عشاق کو ۔۔۔ پلائے ہے جام ارادت نصیب
بجا دیدنی اس کا ہے ہر ورق ۔۔۔ کرے یہ منادی ہے دل کا خطیب
بسعی محبت نشاں افتخار ۔۔۔ بنے خیر سے آج ہم خوش نصیب
کہو با ''وجاہت'' یہ مجہور تم ۔۔۔ ''سفر نامہ شام و دیار حبیب''
415 ۔۔۔ 1435ھ = 415 +
ہے بار دیگر سن ''تب و تاب'' سے ۔۔۔ ''زیارات شام و دیار حبیب''
811 ۔۔۔ 2014ء = 811 +

از اثر خامہ
سید عارف محمود، مجہور رضوی، گجرات

مصنف کتاب ہذا ''افتخار احمد قادری'' کی ''زیارت مقدسہ''
کے موضوع پر شائع ہونے والی کتب، تصویری البم اور سفرناموں کی مختصر

فہرست

الحمد للہ! مذکورہ بالا جملہ کتب زیور طباعت سے آراستہ ہو کر عشاقانِ زیاراتِ مقدسہ کے ہاتھوں میں پہنچی اور داد تحسین حاصل کرنے کے بعد اختتام پذیر ہوئیں۔

No.F.5-6/2013-DBNB
GOVERNMENT OF PAKISTAN
NATIONAL HISTORY & LITERARY HERITAGE DIVISION
NATIONAL LIBRARY OF PAKISTAN

Islamabad 03, April, 2019

Subject:- **ACKNOWLEDGE RECEIPT.**

Dear Sir,

I acknowledge with thanks the receipt of the following books/brochures delivered to National Library of Pakistan under Copyright Law:
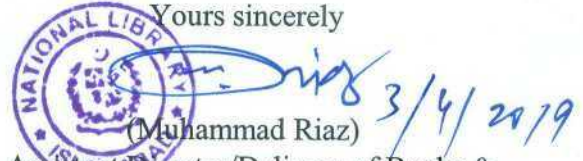
تعداد کتب	سال اشاعت	نام مصنف	نام کتاب	نمبر شمار
01	1999	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات مقدسہ (تحریر و تصاویر)	-1
01	2000	افتخار احمد حافظ قادری	سفرنامہ ایران وافغانستان (تحریر و تصاویر)	-2
02	2000	افتخار احمد حافظ قادری	زیارتِ حبیب ﷺ	-3
01	2001	افتخار احمد حافظ قادری	ارشاداتِ مرشد	-4
02	2001	افتخار احمد حافظ قادری	خزانۂ درُود و سلام	-5
01	2001	افتخار احمد حافظ قادری	دیارِ حبیب ﷺ (تحریر و تصاویر)	-6
02	2001	افتخار احمد حافظ قادری	گلدستۂ قصائدِ مبارکہ	-7
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	قصائدِ غوثیہ	-8
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	سرزمینِ انبیاء و اولیاء (تصویری البم)	-9
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات اولیائے پاکستان (تصویری البم)	-10
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	بارگاہِ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ	-11
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ	-12
01	2002	افتخار احمد حافظ قادری	مقاماتِ مبارکہ آل واصحابِ رسول ﷺ	-13
01	2003	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات شام (تصویری البم)	-14
01	2003	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات شہر رسول ﷺ (تصویری البم)	-15
01	2003	افتخار احمد حافظ قادری	اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف	-16
02	2005	افتخار احمد حافظ قادری	فضیلتِ اہل بیتِ نبوی ﷺ	-17
01	2006	افتخار احمد حافظ قادری	زیارات مصر (تحریر و تصاویر)	-18
01	2006	افتخار احمد حافظ قادری	بارگاہ پیر رومی میں (تحریر و تصاویر)	-19

-20	سفرنامہ زیارات مراکش (تحریر وتصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2008	01
-21	زیارات مدینہ منورہ (تحریر وتصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2008	01
-22	زیارات ترکی (تحریر وتصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2008	01
-23	زیارات اولیائے کشمیر (تحریر وتصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2009	01
-24	گلدستہ درُود وسلام	افتخار احمد حافظ قادری	2009	01
-25	تکمیل الحسنات	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
-26	انوار الحق	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
-27	خزینۂ درُود وسلام	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
-28	فرموداتِ حضرت داتا گنج بخش ؓ	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
-29	التفکر والاعتبار	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
-30	70 صیغہ ہائے درُود وسلام	افتخار احمد حافظ قادری	2010	01
-31	ورفعنا لک ذکرک (92 صیغہ ہائے درُود وسلام)	افتخار احمد حافظ قادری	2011	01
-32	زیارات ایران (تحریر وتصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2012	01
-33	سفرنامہ زیارات ترکی (تحریر وتصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
-34	کتابچہ حضرت دادا ابرلاس ؒ	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
-35	ہدیۂ درُود وسلام	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
-36	سفرنامہ زیارات عراق واُردن (تحریر وتصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
-37	درُود وسلام کا نادر وانمول انسائیکلوپیڈیا (جلد اول وجلد دوم)	افتخار احمد حافظ قادری	2013	01
-38	سدرۃ شریف تا مدینہ منورہ (تحریر وتصاویر)	افتخار احمد حافظ قادری	2014	01
-39	شانِ بتول ؓ بزبانِ رسول ﷺ	افتخار احمد حافظ قادری	2014	01
-40	الصلوات الالفیۃ/صلوات النبویۃ	افتخار احمد حافظ قادری	2015	01
-41	شانِ علی ؓ بزبانِ نبی ﷺ	افتخار احمد حافظ قادری	2016	01
-42	عظائم الصلوات والتسلیمات	افتخار احمد حافظ قادری	2016	01
-43	شانِ خلفائے راشدین ؓ بزبانِ سید المرسلین ﷺ	افتخار احمد حافظ قادری	2016	01
-44	سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب ؓ	افتخار احمد حافظ قادری	2016	01
-45	الصلوات الالفیۃ بأسماء خیر البریۃ	افتخار احمد حافظ قادری	2017	01
-46	سفرنامہ زیاراتِ ازبکستان	افتخار احمد حافظ قادری	2017	01

01	2017	افتخار احمد حافظ قادری	شاہِ حبشہ حضرت اصحمۃ النجاشی رضی اللہ عنہ	-47
01	2017	افتخار احمد حافظ قادری	سفر نامہ زیارتِ ترکی	-48
01	2017	افتخار احمد حافظ قادری	صلاۃ وسلام برائے زیارت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم	-49
01	2017	افتخار احمد حافظ قادری	سفر نامہ زیارت شام	-50
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	سیدنا ابو طالب رضی اللہ عنہ	-51
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	الفیۃ الصلوات علی فخر الموجودات	-52
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	مناقب والدین مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم	-53
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	حیات انور	-54
01	2018	افتخار احمد حافظ قادری	شہزادیٔ کونین علیہا السلام	-55
01	2019	افتخار احمد حافظ قادری	مومنین کی مائیں	-56

2. These valuable books have been added in the National Library Collection. The readers of the Library will get Knowledge and information from these books. I hope that National Library of Pakistan will receive all forthcoming publications in future.

With regards,

Yours sincerely

3/4/2019

(Muhammad Riaz)
Assistant Director/Delivery of Books &
Newspapers Branch

Iftakhar Ahmad Hafiz Qadri,
House 999/A-6, Street No.9,
Afshan Colony,
Rawalpindi Cantt.
Cell: 0344-5009536

مختصر تعارف

افتخار احمد حافظ قادری شاذلی، راولپنڈی

ملازمت

- پاکستان میں موجود غیر ملکی سفارت خانوں (شام، لبنان، قطر، سعودی ملٹری اتاشی) میں تقریباً 20 سال بطور معاون عربی زبان واکاؤنٹس میں خدمات سرانجام دیں۔
- سعودی عرب (وزارت دفاع، ابواب الروضۃ، تیمورک العربیۃ السعودیۃ) میں تقریباً 10 سال بطور معاون عربی زبان واکاؤنٹس میں خدمات سرانجام دیں۔

فوجی اعزازات (ایوارڈز)

- سعودی وزارت دفاع، ریاض میں بطور سعودی یونیفارم پرسن خدمات سرانجام دیں اور دوران ملازمت حکومت سعودیہ کی طرف سے 2 فوجی ایوارڈز سے نوازا گیا۔

لسانیات

- پاکستان میں سعودی عرب کے ثقافتی سنٹر "مرکز تعليم اللغة العربية" سے عربی زبان کا دو سالہ کورس مکمل کیا۔
- سفارت خانہ ایران کے زیر انتظام ثقافتی سنٹر خانہ فرہنگ ایران سے فارسی زبان کا ایک سالہ ایڈوانس کورس مکمل کیا۔

زیارت مقدسہ کے اسفار

- وطن عزیز میں موجود زیارت مقدسہ کے علاوہ 11 بلاد اسلامیہ (حجاز مقدس/ شام/ مصر/ مراکش/ ایران/ عراق/ اردن/ لبنان/ افغانستان/ ترکی) میں کئی کئی بار زیارت مقدسہ پر حاضری کے لئے طویل ترین سفر طے کئے اور ان سفروں کے نتیجے میں کئی سفرنامے منظر عام پر آئے۔

تحریری کاوشیں

- الحمد للہ! اب تک 60 کے قریب کتب شائع ہو چکی ہیں جن میں بلادِ اسلامیہ میں زیارت مقدسہ کے سفرنامے، شخصیات (خاتون جنت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا، سیدنا علی کرم اللہ وجہہ، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ، خلفائے اربعہ، شاہ حبشہ) اور درود و سلام کی کتب سرفہرست ہیں۔

مضامین و مقالات

- روزنامہ نوائے وقت، الاخبار، اوصاف، دی نیشن، مجلّہ ضیائے حرم، فیضان سدرۃ، پیغام آشنا، نور الحبیب، کاروان قمر، طلوع مہر اور آئینہ کرم کے علاوہ دیگر کئی رسائل و جرائد میں 100 سے زائد مضامین و مقالات شائع ہو چکے ہیں۔

عالمی کانفرنسز میں شرکت

- سال 1983 اور سال 1984 میں وزارت سائنس و ٹیکنالوجی کی طرف سے OIC کے زیرِ انتظام دو بین الاقوامی کانفرنسز میں بطور معاون عربی زبان شرکت کی۔
- اکتوبر 2007 میں سرزمین ایران میں حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ پر منعقدہ عالمی رومی کانفرنس میں راولپنڈی ڈویژن کی طرف سے شرکت اور مقالہ پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔
- مارچ 2008 میں یونیورسٹی آف سرگودھا میں انٹرنیشنل رومی کانفرنس میں شرکت اور مقالہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔

روحانی سعادتیں اور اعزازات کا حصول

- ستمبر 1996 میں 2 بار بیت اللہ شریف کے اندر حاضری کی سعادت عظمیٰ نصیب ہوئی۔
- مرکزی مسجد حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ میں 16 اکتوبر 2001 نماز فجر کی اذان دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔
- مفتی اعظم عراق حضرت الشیخ السید عبد الکریم بیارہ رحمۃ اللہ علیہ کی 2 بار زیارت کا شرف حاصل ہوا، یہ وہ خوش نصیب شخصیت تھیں جنہیں سال 1932ء میں 2 صحابہ اکرام کے مزارات مبارکہ کی منتقلی کے موقع پر ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔

25/09/2019

التماسِ دُعا

معزز قارئین کرام سے درخواست ہے

کہ حضور پُر نور خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کی

اُمتِ مرحومہ کی بخشش و مغفرت اور بلندی

درجات کیلئے دُعا فرمائیں اور بالخصوص

مصنف کتاب ہذا اور اُس کے مرحوم والدین

کریمین کے لئے بھی دُعاؤں کی درخواست

ہے۔شکریہ

افتخار احمد حافظ قادری

افتخار احمد حافظ قادری

مرحبا اے افتخارِ باصفا ! ! !
تجھ سے حرف وصوت کا رُتبہ بڑھا

تُو نے جو دیکھا وہ لکھا برملا
مرحبا صد مرحبا ، صد مرحبا

تو نے لکھی داستانِ دلبری
آبرُو رکھی ہے حرف و صوت کی

تُو شریک بزمِ عرفانی بھی ہے
ذہن ودل میں تجھ سے تابانی بھی ہے

داستانِ ترکی و ازبکستان لکھی
حرف کو تیرے عجب عظمت ملی

ہے امانت تیرے ہاتھوں میں قلم
ہے قلم تیرا سدا معجز رقم

راست اور برحق رومی ا نے کہا
گونجی ہے کانوں میں اُس کی صدا

”یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بھتر از صد سالہ طاعت بے ریا“

سرُورؔ انبالوی

بانی وصدر بزم گلزار ادب، راولپنڈی کینٹ